جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : اُصول الشاشی مترجم مع سوالات ہزاروی
موضوع : اُصولِ فقہ
زبان : عربی، اُردو
مترجم : مفتی محمد صدیق ہزاروی (شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ لاہور)
(متحدہ علماء بورڈ پنجاب سابق رکن اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان
نظرثانی و پروف ریڈنگ : حضرت علامہ مولانا دل محمد چشتی صاحب
(سینئر مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)
کمپوزنگ : زین کمپوزنگ سنٹر لاہور
صفحات : 184
سن اشاعت : یکم مئی 2019ء بمطابق شعبان 1440ھ
ھدیہ : =/140 روپے
ناشر : مکتبہ اعلیٰ حضرت (دربار مارکیٹ لاہور)
رابطہ : 042-37247301
0315 / 0300-8842540
جاز زونگ

نوٹ: اس کتاب کی پروف ریڈنگ مصنف نے انتہائی احتیاط کے ساتھ کی ہے۔ تاہم بشری تقاضے کے مطابق اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو قارئین سے گزارش ہے کہ ادارہ کو لازماً مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اُس لفظی غلطی کو درست کیا جاسکے۔ ادارہ آپ کا شکر گزار ہوگا۔

فہرست

کچھ ابوحنظلہ کے قلم سے 4
خطبہ کتاب 5

پہلی بحث: کتاب اللہ

فصل: خاص اور عام کا بیان 5
فصل: مطلق اور مقید کا بیان 10
فصل: مشترک اور مؤول کا بیان 15
امتحانی سوالات 18
فصل: حقیقت اور مجاز کا بیان 20
فصل: استعارہ کا طریقہ کیا ہے؟ 25
فصل: صریح اور کنایہ کا بیان 28
امتحانی سوالات 31
فصل: متقابلات کے بیان میں 33
امتحانی سوالات 46
فصل: متعلقات نصوص کا بیان 47
امتحانی سوالات 45
فصل: امر کا بیان 56
امتحانی سوالات 75
فصل: نہی کا بیان 77
امتحانی سوالات 87
فصل: حروف معانی کا بیان 89
امتحانی سوالات 113
فصل: بیان کی صورتیں 115
امتحانی سوالات 125

دوسری بحث: سنتِ رسول ﷺ

فصل: خبر کی اقسام 126
امتحانی سوالات 134

تیسری بحث: اجماعِ امت

اس کی اقسام 135
امتحانی سوالات 142

چوتھی بحث: قیاس کا بیان

امتحانی سوالات 157
فصل: قیاس پر وارد ہونے والے اعتراضات 159
امتحانی سوالات 165
جن اُمور کے ساتھ حکم کا تعلق ہوتا ہے 166
امتحانی سوالات 175
فصل: علت اور حکم کے انعقاد میں رکاوٹیں 176
امتحانی سوالات 184

کچھ ابو حنظلہ کے قلم سے

الحمد للہ علی احسانہ! مکتبہ اعلیٰ حضرت اپنے ذوقِ مطالعہ کے مطابق علمی و تحقیقی مواد پر مشتمل کتب وقتاً فوقتاً اپنے قارئین کے لیے پیش کرتا رہتا ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی زیر نظر کتاب اُصول الشاشی مترجم مع سوالات ہزاروی ہے جو کہ ادارہ سے شائع شدہ اُصول الشاشی کی جامع شرح صدیق الحواشی فی توضیح أصول الشاشی سے اَخذ شدہ ہے۔ اس کتاب میں طلبہ وطالبات کی آسانی کے لیے اُصولِ الشاشی کا عربی متن مع اعراب اُس کا ترجمہ اور آخر میں چاروں ابحاث کے متعلق تقریباً کل 207 سوالات درج کیے گئے ہیں جو کہ امتحانی نقطہ نظر سے بھی انتہائی مفید ہوں گے۔

چونکہ فی زمانہ طلباء وطالبات کسی بھی کتاب کو مختصر، جامع اور آسان فہم انداز میں سمجھنا اور پڑھنا چاہتے ہیں نیز اساتذہ کرام کی بھی یہی کوشش ہوتی ہے اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے طلبہ وطالبات کے لیے یہ کتاب شائع کی جا رہی ہے ہمیں اُمید ہے کہ اساتذہ وطلبہ اُصول الشاشی کے اسباق اور امتحانات کی تیاری کے لیے اسے انتہائی مفید ومعاون پائیں گے۔

البتہ اتنی گذارش ضرور کروں گا کہ اُصول الشاشی کی مکمل فہم حاصل کرنے کے لیے مصنف مدظلہ العالی کی کتاب صدیق الحواشی فی توضیح أصول الشاشی کا مطالعہ لازم وضرور فرمائیں۔ نیز مدرسین سے بالخصوص گزارش ہے کہ طلباء اکرام بالخصوص طالبات کی بہتر رہنمائی کے لیے مصنف موصوف کے قلم سے تحریر کردہ ھدایہ کی کتاب الطلاق اور کتاب النکاح بنام صدیق الھدایہ اور "علم المیراث" کی مشہور کتاب السراجی کے عربی متن، ترجمہ، توضیح مع امتحانی سوالات پر مشتمل کتاب صدیق الحواشی فی توضیح السراجی کو بھی ضرور مطالعہ کریں اور طلبہ وطالبات کی اِس طرف رہنمائی فرمائیں۔

آخر میں شیخ الحدیث مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی اور حضرت علامہ مولانا دل محمد چشتی صاحب سینئر مدرس جامعہ نظامیہ لاہور کا شکر گزار ہوں کہ جن کے تعاون سے زیر نظر کتاب اپنی علمی و تحقیقی منازل طے کرتی ہوئی آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ نیز تمام معاونین کا جن کی کوششوں سے کتاب بہتر سے بہتر صورت میں آپ تک پہنچتی ہے۔ اللہ کریم سے دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو ہم سب کے لیے ذریعہ نجات بنائیں۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

خادم العلم والعلماء
محمد اجمل قادری عطاری
28 اپریل 2019ء بمطابق 22 شعبان المعظم 1440ھ

خطبہ کتاب

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَعْلٰى مَنْزِلَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِكَرِيْمِ خِطَابِهٖ، وَرَفَعَ دَرَجَةَ الْعَالِمِيْنَ بِمَعَانِيْ كِتَابِهٖ، وَخَصَّ الْمُسْتَنْبِطِيْنَ مِنْهُمْ بِمَزِيْدِ الْإِصَابَةِ وَثَوَابِهٖ، وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ وَأُصْحَابِهٖ، وَالسَّلَامُ عَلٰى أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَأَحْبَابِهٖ. وَبَعْدُ: فَإِنَّ أُصُوْلَ الْفِقْهِ أَرْبَعَةٌ: كِتَابُ اللهِ تَعَالٰى، وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ ﷺ وَإِجْمَاعُ الْأُمَّةِ، وَالْقِيَاسُ، فَلَا بُدَّ مِنَ الْبَحْثِ فِيْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْأَقْسَامِ؛ لِيُعْلَمَ بِذٰلِكَ طَرِيْقُ تَخْرِيْجِ الْأَحْكَامِ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اس ذات کے لیے (ثابت) ہیں جس نے مومنوں کا مرتبہ اپنے کریم خطاب کے ذریعے بلند کیا، اور اپنی کتاب (قرآن مجید) کے معانی جاننے والے (علماء) کو بلند درجہ عطا فرمایا اور ان میں سے استنباط (اجتہاد) کرنے والوں کو مزید حق تک پہنچنے اور ثواب کے ساتھ خاص کیا۔ اور رحمت کاملہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام (اور اہل بیت اطہار) پر ہو۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں (آپ کے اساتذہ اور شاگردوں) پر سلام ہو۔ اور حمد وصلوٰۃ کے بعد! پس بے شک فقہ کے اُصول چار ہیں۔ اللہ کی کتاب (قرآن مجید)، سنت رسول ﷺ، اجماع اور قیاس۔ پس ان اقسام میں سے ہر قسم میں بحث کرنا ضروری ہے تا کہ اس (بحث) کے ذریعے احکام نکالنے کا طریقہ معلوم ہو سکے۔

پہلی بحث کتاب اللہ (قرآن پاک) کے بارے

فصل: خاص اور عام کا بیان

① فَصْلٌ: فِي الْخَاصِّ وَالْعَامِّ: فَالْخَاصُّ: لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مَعْلُوْمٍ، أَوْ لِمُسَمًّى مَعْلُوْمٍ عَلَى الْإِنْفِرَادِ. كَقَوْلِنَا فِيْ تَخْصِيْصِ الْفَرْدِ: فَزَيْدٌ، وَفِيْ تَخْصِيْصِ النَّوْعِ: رَجُلٌ، وَفِيْ تَخْصِيْصِ الْجِنْسِ: إِنْسَانٌ۔ وَحُكْمُ الْخَاصِّ مِنَ الْكِتَابِ: وُجُوْبُ الْعَمَلِ بِهٖ لَا مُحَالَةَ. فَإِنْ قَابَلَهٗ خَبَرُ الْوَاحِدِ أَوِ الْقِيَاسُ، فَإِنْ أَمْكَنَ

الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِدُوْنِ تَغْيِيْرٍ فِيْ حُكْمِ الْخَاصِ يُعْمَلُ بِهِمَا، وَإِلَّا يُعْمَلُ بِالْكِتَابِ وَيُتْرَكُ مَا يُقَابِلُهٗ.

ترجمہ: پس خاص وہ لفظ ہے جو (ایسے) معلوم معنی یا (ایسے) معلوم مسمّٰی کے لیے وضع کیا گیا ہو جو (دیگر افراد سے) منفرد ہو جس طرح فرد کی تخصیص میں ہمارا قول ''زید''، نوع کی تخصیص میں ''رجل'' اور جنس کی تخصیص میں ''انسان''۔

کتاب کے خاص کا حکم یہ ہے کہ اس پر لازمی طور پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ پس اگر اس کے مقابلے میں خبرِ واحد یا قیاس آ جائے تو اگر خاص کے حکم میں تبدیلی کے بغیر دونوں کو جمع کرنا ممکن ہو تو دونوں پر عمل کیا جائے گا ورنہ قرآن پر عمل کیا جائے اور جو اس کی مقابل ہے اسے چھوڑ دیا جائے گا۔

احناف وشوافع کے اختلاف پر تخریج احکام

② فَيُخَرَّجُ عَلٰى هٰذَا حُكْمُ الرَّجْعَةِ فِي الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ وَزَوَالُهٗ، وَتَصْحِيْحُ نِكَاحِ الْغَيْرِ وَإِبْطَالُهٗ، وَحُكْمُ الْحَبْسِ وَالْإِطْلَاقِ، وَالْمَسْكَنِ وَالْإِنْفَاقِ، وَالْخُلْعِ وَالطَّلَاقِ، وَتَزَوُّجِ الزَّوْجِ بِأُخْتِهَا وَأَرْبَعٍ سِوَاهَا، وَأَحْكَامُ الْمِيْرَاثِ مَعَ كَثْرَةِ تَعْدَادِهَا. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ﴾ ❶ خَاصٌّ فِي التَّقْدِيْرِ الشَّرْعِيِّ، فَلَا يُتْرَكُ الْعَمَلُ بِهٖ بِاعْتِبَارِ أَنَّهٗ عَقْدٌ مَالِيٌّ فَيُعْتَبَرُ بِالْعُقُوْدِ الْمَالِيَّةِ، فَيَكُوْنُ تَقْدِيْرُ الْمَالِ فِيْهِ مَوْكُوْلًا إِلٰى رَأْيِ الزَّوْجَيْنِ كَمَا ذَكَرَهُ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ.

وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ ❷ خَاصٌّ فِيْ وُجُوْدِ النِّكَاحِ مِنَ الْمَرْأَةِ، فَلَا يُتْرَكُ الْعَمَلُ بِهٖ بِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: «أَيُّمَا امْرَأَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ إِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ بَاطِلٌ بَاطِلٌ».

ترجمہ: پس اس (اختلاف) کی بنیاد پر تیسرے حیض میں رجوع کرنے اور نہ کرنے اس (مطلقہ عورت) کے غیر سے نکاح کے صحیح ہونے اور اس کے باطل ہونے، عورت کو روکنے اور چھوڑنے، اس پر خرچ کرنے، خلع اور طلاق، خاوند کے اس کی بہن سے نکاح کرنے اور اس

کے علاوہ چار عورتوں سے نکاح اور وراثت کے بے شمار احکام نکالے جاتے ہیں۔

اور اسی طرح ارشادِ خداوندی ہے: قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ تحقیق ہم جانتے ہیں جو ہم نے ان کی بیویوں کے بارے میں ان پر فرض کیا یہ اس بارے میں خاص ہے کہ (مہر) شریعت نے مقرر کیا ہے لہٰذا اس وجہ سے اس پر عمل کو چھوڑا نہیں جائے گا کہ یہ مالی عقد ہے پس اس کو مالی معاملات پر قیاس کیا جائے گا اور مہر کا مقرر کرنا میاں بیوی کی رائے کے سپرد ہو گا جس طرح حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

''اور اسی طرح ارشادِ خداوندی ہے: حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ''حتی کہ وہ عورت کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرے یہ (تَنْكِحَ) اس بارے میں خاص ہے کہ عورت کی جانب سے نکاح پایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اس حدیث کی وجہ سے جس میں حضور ﷺ سے مروی ہے کہ جو عورت اپنا نکاح ولی کے بغیر کرے اس کا نکاح باطل ہے باطل ہے باطل ہے۔ قرآن پاک کے خاص پر عمل کو چھوڑا نہیں جائے گا۔

عام کی بحث

③ وَأَمَّا الْعَامُّ فَنَوْعَانِ: عَامٌّ خُصَّ عَنْهُ الْبَعْضُ، وَعَامٌّ لَمْ يُخَصَّ عَنْهُ شَيْءٌ. فَالْعَامُّ الَّذِيْ لَمْ يُخَصَّ عَنْهُ شَيْءٌ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْخَاصِّ فِيْ حَقِّ لُزُوْمِ الْعَمَلِ بِهٖ لَا مَحَالَةَ.

''پس عام کی دو قسمیں ہیں: وہ عام جس سے بعض کو خاص کیا گیا اور وہ عام جس سے بعض کو خاص نہیں کیا گیا۔ پس وہ عام جس سے بعض کو خاص نہیں کیا گیا اس پر عمل بہر حال لازم ہوتا ہے اس اعتبار سے وہ خاص کی طرح ہوتا ہے۔''

عام غیر مخصوص البعض کی مثال

④ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا قُطِعَ يَدُ السَّارِقِ بَعْدَ مَا هَلَكَ الْمَسْرُوْقُ عِنْدَهٗ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ الضَّمَانُ؛ لِأَنَّ الْقَطْعَ جَزَآءُ جَمِيْعِ مَا اكْتَسَبَهُ السَّارِقُ، فَإِنَّ كَلِمَةَ مَا عَامَّةٌ، يَتَنَاوَلُ جَمِيْعَ مَا وُجِدَ مِنَ السَّارِقِ، وَبِتَقْدِيْرِ إِيْجَابِ الضَّمَانِ يَكُوْنُ الْجَزَآءُ هُوَ الْمَجْمُوْعُ، وَلَا يُتْرَكُ الْعَمَلُ بِهٖ بِالْقِيَاسِ عَلَى الْغَصَبِ.

---

❶ سورۃ الاحزاب، آیت: ۵۰ ❷ سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۳۰

”اور اس بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب چوری کا مال چور کے پاس ہلاک ہونے کے بعد اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو اس پر (مال کی) ضمان نہیں ہوگی کیونکہ ہاتھ کاٹنا اس تمام عمل کا بدلہ ہے جس کا چور نے کسب کیا ہے۔ اس لیے کہ مال (جزاء بما کسبا میں جو ما ہے) عام ہے اور اس تمام عمل کو شامل ہے جو چور سے پایا گیا۔ اور ضمان واجب کرنے کی صورت میں سزا دونوں باتوں (ہاتھ کاٹنا اور مال کی ضمان) کا مجموعہ ہوگی۔ اور غصب پر قیاس کی وجہ سے اس (عام) پر عمل کو چھوڑا نہیں جائے گا۔“

کلمہ ”ما“ کے عام ہونے کی دلیل اور قرآنی مثالیں

⑤ وَالدَّلِيْلُ عَلٰى أَنَّ كلمةَ مَا عَامَّةٌ مَا ذَكَرَهُ مُحَمَّدٌ رحمة الله عليه إِذَا قَالَ الْمَوْلٰى لِجَارِيَتِهِ: إِنْ كَانَ مَا فِيْ بَطْنِكِ غُلَامًا فَأَنْتِ حُرَّةٌ، فَوَلَدَتْ غُلَامًا وَجَارِيَةً لَا تُعْتَقُ. وَبِمِثْلِهِ نَقُوْلُ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ [1] فَإِنَّهُ عَامٌّ فِيْ جَمِيْعِ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ، وَمِنْ ضُرُوْرَتِهِ عَدَمُ تَوَقُّفِ الْجَوَازِ عَلٰى قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ، وَجَاءَ فِي الْخَبَرِ لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ۔

ترجمہ: ”اور اسی کی مثل ہم اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہتے ہیں۔ ﴿فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ﴾ ”اس بات پر دلیل کہ کلمہ ما عام ہے حضرت امام محمدؒ کا قول جو آپ نے ذکر فرمایا کہ جب آقا نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جو کچھ تیرے پیٹ میں ہے اگر وہ لڑکا ہے تو تو آزاد ہے۔ پس اس کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی تو وہ آزاد نہیں ہوگی۔ (پس تم پڑھو جو تمہیں قرآن سے آسان لگے) تو یہ تمام قرآن میں سے جو آسان لگے، سب کو شامل ہے کسی سورت کے ساتھ خاص نہیں اور اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ (نماز کا) جواز صرف سورۃ فاتحہ کی قرأت پر موقوف نہیں۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ پس ہم نے ان دونوں پر اس طرح عمل کیا جس سے قرآن پاک کا حکم تبدیل نہیں ہوا وہ اس طرح کہ ہم حدیث شریف کو کمال کی نفی پر محمول کرتے ہیں حتیٰ کہ قرآن پاک کے حکم سے مطلق قرأت فرض ہوگی اور حدیث پاک کی وجہ سے سورۃ فاتحہ کی قرأت واجب ہوگی۔

⑥ وَقُلْنَا كَذٰلِكَ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ [2] إِنَّهُ يُوْجِبُ حُرْمَةَ مَتْرُوْكِ التَّسْمِيَةِ عَامِدًا. وَجَاءَ فِي الْخَبَرِ: «أَنَّهُ ﷺ سُئِلَ عَنْ

---

[1] سورۃ المزمل، آیت: ۲۰

[2] سورۃ الانعام، آیت: ۱۲۱

مَتْرُوْكِ التَّسْمِيَةِ عَامِدًا، فَقَالَ: كُلُوْهُ، فَإِنَّ تَسْمِيَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ قَلْبِ كُلِّ امْرِئٍ مُسْلِمٍ». فَلَا يُمْكِنُ التَّوْفِيْقُ بَيْنَهُمَا؛ لِأَنَّهُ لَوْ ثَبَتَ الْحِلُّ بِتَرْكِهَا عَامِدًا لَثَبَتَ الْحِلُّ بِتَرْكِهَا نَاسِيًا، فَحِيْنَئِذٍ يَرْتَفِعُ حُكْمُ الْكِتَابِ، فَيُتْرَكُ الْخَبَرُ.

ترجمہ: اور ہم کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول میں بھی اسی طرح ہے ارشادِ خداوندی ہے: وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اور اس چیز (ذبیحہ) سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام ذکر نہ کیا جائے تو اس سے اس (ذبیحہ) کا حرام ہونا لازم آتا ہے۔ جس پر ذبح کرتے وقت جان بوجھ کر بسم اللہ نہ پڑھی گئی، تو آپ نے فرمایا کھاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام ہر مومن کے دل میں ہے قرآن پاک کے حکم اور اس حدیث میں موافقت ممکن نہیں کیونکہ اس حدیث پر عمل کیا جائے تو قرآن پاک کے حکم پر عمل نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑنے سے جانور حلال رہتا ہے تو بھول کر چھوڑنے سے بھی حلال ہوگا تو حرام ہونے کی کوئی صورت باقی نہ رہی لہٰذا یہاں قرآن کے مقابلے میں حدیث کو ترک کیا جائے گا۔

⑦ وَكَذٰلِكَ قَوْلُه تَعَالٰى: ﴿وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ أَرْضَعْنَكُمْ﴾ [1] يَقْتَضِيْ بِعُمُوْمِه حُرْمَةَ نِكَاحِ الْمُرْضِعَةِ، وَقَدْ جَاءَ فِي الْخَبَرِ: «لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَلَا الْمَصَّتَانِ، وَلَا الْإِمْلَاجَةُ وَلَا الْإِمْلَاجَتَانِ». فَلَمْ يُمْكِنِ التَّوْفِيْقُ بَيْنَهُمَا، فَيُتْرَكُ الْخَبَرُ.

ترجمہ: اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے: وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ أَرْضَعْنَكُمْ اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا (وہ تم پر حرام ہیں) اس کا عموم اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ دودھ پلانے والی (دودھ پینے والے پر) حرام ہو اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک یا دو کش لگائے اور ایک یا دو مرتبہ پستان منہ میں ڈالنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ چونکہ ان دونوں میں موافقت ممکن نہیں اس لیے حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا۔

عام مخصوص البعض

⑧ وَأَمَّا الْعَامُّ الَّذِيْ خُصَّ عَنْهُ الْبَعْضُ، فَحُكْمُهُ: أَنَّهُ يَجِبُ الْعَمَلُ بِهِ فِي الْبَاقِيْ مَعَ الْاِحْتِمَالِ، فَإِذَا قَامَ الدَّلِيْلُ عَلٰى تَخْصِيْصِ الْبَاقِيْ يَجُوْزُ تَخْصِيْصُهُ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ أَوِ الْقِيَاسِ إِلٰى أَنْ يَبْقَى الثَّلَاثُ، وَبَعْدَ ذَالِكَ لَا يَجُوْزُ، تَخْصِيْصُهُ

---

[1] سورۃ النساء، آیت: ۲۳

فَيَجِبُ الْعَمَلُ بِهٖ. وَإِنَّمَا جَازَ ذٰلِكَ؛ لِأَنَّ الْمُخَصِّصَ الَّذِيْ أَخْرَجَ الْبَعْضَ عَنِ الْجُمْلَةِ لَوْ أَخْرَجَ بَعْضًا مَجْهُوْلًا يَثْبُتُ الْاِحْتِمَالُ فِيْ كُلِّ فَرْدٍ مُعَيَّنٍ، فَجَازَ أَنْ يَّكُوْنَ بَاقِيًا تَحْتَ حُكْمِ الْعَامِ، وَجَازَ أَنْ يَّكُوْنَ دَاخِلًا تَحْتَ دَلِيْلِ الْخُصُوْصِ فَاسْتَوَى الطَّرَفَانِ فِيْ حَقِّ الْمُعَيَّنِ، فَإِذَا قَامَ الدَّلِيْلُ الشَّرْعِيُّ عَلٰى أَنَّهٗ مِنْ جُمْلَ مَا دَخَلَ تَحْتَ دَلِيْلِ الْخُصُوْصِ تَرَجَّحَ جَانِبُ تَخْصِيْصِهٖ. وَإِنْ كَانَ الْمُخَصِّصُ أَخْرَجَ بَعْضًا مَعْلُوْمًا عَنِ الْجُمْلَةِ جَازَ أَنْ يَّكُوْنَ مَعْلُوْلًا بِعِلَّةٍ مَوْجُوْدَةٍ فِيْ هٰذَ الْفَرْدِ الْمُعَيَّنِ، فَإِذَا قَامَ الدَّلِيْلُ الشَّرْعِيُّ عَلٰى وُجُوْدِ تِلْكَ الْعِلَّةِ فِيْ غَيْرِ هٰذَ الْفَرْدِ الْمُعَيَّنِ تَرَجَّحَ جِهَةُ تَخْصِيْصِهٖ، فَيُعْمَلُ بِهٖ مَعَ وُجُوْدِ الْاِحْتِمَالِ.

ترجمہ: وہ عام جس (کے حکم) سے بعض کو خاص کیا گیا اس کا حکم یہ ہے کہ باقی (افراد) میں عمل کرنا احتمال کے ساتھ واجب ہے پس جب باقی کی تخصیص پر دلیل قائم ہو جائے تو اس کی تخصیص خبر واحد اور قیاس کے ساتھ ہو سکتی ہے یہاں تک کہ تین افراد باقی رہ جائیں، اس کے بعد جائز نہیں پس اس پر عمل واجب ہوگا۔ اور یہ اس لیے جائز ہے کہ مُخَصِّص (تخصیص کی دلیل) نے تمام میں سے جن بعض کو نکالا تو اگر بعض مجہول کو نکالا تو یہ احتمال ہر معین فرد میں ہوگا تو جائز ہے کہ باقی افراد عام کے حکم کے تحت ہو اور جائز ہے کہ دلیل خصوص کے تحت داخل ہو پس معین کے حق میں دونوں طرفین برابر ہو گئیں پس جب شرعی دلیل اس بات پر قائم ہو جائے کہ یہ (فرد معین) ان تمام افراد میں سے ہے جو دلیل خصوص کے تحت داخل ہیں تو اس کی تخصیص والی جانب کو ترجیح حاصل ہو جائے گی۔ اور اگر مُخَصِّص (دلیل تخصیص) نے بعض معلوم کو تمام افراد میں سے نکالا تو جائز ہے اس میں کوئی علت پائی جاتی ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس معین فرد کے غیر میں بھی موجود ہو۔ پس جب اس فرد معین کی غیر میں اس علت کے پائے جانے پر دلیل شرعی قائم ہوگی تو اس کی تخصیص کی جہت کو ترجیح حاصل ہوگی اور احتمال کے باوجود اس پر عمل کیا جائے گا۔

فصل: مطلق اور مقید کا بیان

⑨ فَصْلٌ: فِي الْمُطْلَقِ وَالْمُقَيَّدِ ذَهَبَ أَصْحَابُنَا إِلٰى أَنَّ الْمُطْلَقَ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِذَا أَمْكَنَ الْعَمَلُ بِإِطْلَاقِهٖ، فَالزِّيَادَةُ عَلَيْهِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ وَالْقِيَاسِ لَا يَجُوْزُ. مِثَالُهٗ: فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ﴾ ① فَالْمَأْمُوْرُ بِهٖ هُوَ الْغَسْلُ الْإِطْلَاقِ، فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ شَرْطُ النِّيَّةِ وَالتَّرْتِيْبِ وَالْمُوَالَاةِ وَالتَّسْمِيَةِ بِالْخَبَرِ، وَلٰكِنْ يُعْمَلُ بِالْخَبَرِ عَلٰى وَجْهٍ لَا يَتَغَيَّرُ بِهٖ حُكْمُ الْكِتَابِ، فَيُقَالُ: اَلْغَسْلُ الْمُطْلَقُ فَرْضٌ بِحُكْمِ الْكِتَابِ، وَالنِّيَّةُ سُنَّةٌ بِحُكْمِ الْخَبَرِ.

ترجمہ: یہ فصل مطلق اور مقید کے بیان میں ہے۔ ہمارے (حنفی) اصحاب اس طرف گئے ہیں کہ اللہ کی کتاب کے مطلق پر جب تک بطور مطلق عمل ممکن ہو تو اس پر خبر واحد اور قیاس کے ذریعے اضافہ کرنا جائز نہیں اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ ”پس اپنے چہروں کو دھوؤ“ تو اس میں جس بات کا حکم ہے وہ محض دھونا ہے اور یہ مطلق ہے لہٰذا اس پر حدیث سے نیت، ترتیب، تسلسل اور بسم اللہ پڑھنے کی شرط کا اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ لیکن اس حدیث پر اس طرح عمل کیا جائے گا کہ اس کی وجہ سے قرآن پاک کے حکم میں تبدیلی نہ آئے پس کہا جائے گا کہ مطلق دھونا کتاب اللہ کے حکم سے فرض ہے اور نیت حدیث کے حکم کے تحت سنت ہے۔

⑩ وَكَذٰلِكَ قُلْنَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ ② إِنَّ الْكِتَابَ جَعَلَ جَلْدَ الْمِائَةِ حَدًّا لِّلزِّنَا، فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ التَّغْرِيْبُ حَدًّا؛ لِقَوْلِهٖ ﷺ: «اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ» بَلْ يُعْمَلُ بِالْخَبَرِ عَلٰى وَجْهٍ لَا يَتَغَيَّرُ بِهٖ حُكْمُ الْكِتَابِ، فَيَكُوْنُ الْجَلْدُ حَدًّا شَرْعِيًّا بِحُكْمِ الْكِتَابِ، وَالتَّغْرِيْبُ مَشْرُوْعًا سِيَاسَةً بِحُكْمِ الْخَبَرِ.

ترجمہ: اور اسی طرح ہم اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں کہتے ہیں: اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ”زانی مرد اور عورت ہر ایک کو سو کوڑے مارو“ قرآن پاک نے سو کوڑے مارنے کو زنا کی حد قرار دیا لہٰذا اس پر حضور ﷺ کے اس قول کی وجہ سے کہ کنوارہ مرد کنواری عورت سے زنا کرے تو سو کوڑے مارنا ہے اور ایک سال کے لیے جلاوطن کرنا ہے۔ جلاوطنی کی سزا کا (بطور حد) اضافہ نہیں کیا جائے گا بلکہ حدیث پر اس طرح عمل کیا جائے گا کہ کتاب اللہ کا حکم نہ بدلے پس کوڑے مارنا شرعی سزا ہوگی اور یہ قرآن کا حکم ہے اور حدیث کی وجہ سے ایک سال جلاوطن کرنا سیاست (حکمت) کے طور پر جائز ہوگا۔

---

① سورۃ المائدہ، آیت:٦

② سورۃ النور، آیت:٢

⑪ وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝٢٩﴾ [1] مُطْلَقٌ فِيْ مُسَ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ، فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ شَرْطُ الْوُضُوْءِ بِالْخَبَرِ، بل يُعْمَلُ بِهٖ عَلٰى وَجْ لَا يَتَغَيَّرُ بِهٖ حكمُ الكتَابِ، وَيَكُوْنُ الْوُضُوْءُ وَاجِبًا بِحُكْمِ الْخَبَرِ، فَيُجْبَ النقصانُ اللَّازِمُ بِتَرْكِ الْوُضُوْءِ الْوَاجِبِ بِالدَّمِ. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿وَارْكَعُ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝٤٣﴾ [2] مُطْلَقٌ فِيْ مُسَمَّى الرَّكُوْعِ، فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ شرطُ التَّعْدِيل بحكمِ الْخَبَرِ، وَلٰكِنْ يُعْمَلُ بِالْخَبَرِ عَلٰى وَجْهٍ لَا يَتَغَيَّرُ بِهٖ حكمُ الْكِتَابِ فَيَكُوْنُ مُطْلَقُ الركوعِ فَرْضًا بِحُكْمِ الْكِتَابِ، وَالتَّعْدِيْلُ وَاجِبًا بِحُكْمِ الْخَبَرِ

ترجمہ: اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝٢٩ کہ چاہیے کہ وہ قدیم گھر (خانہ کعبہ) کا طواف کریں، بیت اللہ شریف کے طواف میں یہ مطلق حک ہے۔ لہٰذا حدیث شریف کی وجہ سے اس پر وضو کی شرط کا اضافہ نہیں کیا جائے گا بلکہ حدیث پر ا طرح عمل کیا جائے گا کہ قرآن پاک کے مطلق میں کوئی تبدیلی نہ آئے یعنی قرآن پاک کے حک کے مطابق مطلق طواف فرض ہوگا اور حدیث شریف کی وجہ سے وضو واجب ہوگا۔ اور اگر کسی شخص ن وضو کے بغیر طواف کیا تو واجب کے ترک کی وجہ سے اس پر دم لازم آئے گا (یعنی جانور ذبح کرنا ہوگا)۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا قول: وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝٤٣ ”رکوع کرو رکوع کرن والوں کے ساتھ“۔ جس چیز کو رکوع کہا جاتا ہے اس میں یہ (حکم) مطلق ہے لہٰذا حدیث کی وج سے اس پر تعدیل ارکان (ٹھہر ٹھہر کر اطمینان ادا کرنے) کی شرط نہیں لگائی جائے گی۔ لیکن حدیث شریف پر اس طرح عمل کیا جائے گا کہ کتاب اللہ کے حکم میں تبدیلی نہ آئے۔ پس کتاب اللہ کے حکم سے مطلق رکوع فرض ہوگا اور حدیث شریف کی بنیاد پر تعدیل واجب ہوگی۔

چند متفرق مسائل

⑫ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: يَجُوْزُ التَّوَضُّؤُ بِمَاءِ الزَّعْفَرَانِ، وَبِكُلِّ مَاءٍ خَالَطَهٗ شَيْءٌ طَاهِرٌ فَغَيَّرَ أَحَدَ أَوْصَافِهٖ؛ لِأَنَّ شرطَ الْمَصِيْرِ إِلَى التَّيَمُّمِ عَدَمُ مُطْلَقِ الماءِ، وَهٰذَا قد بَقِيَ مَاءٌ مُطْلَقًا، فَإِنَّ قَيْدَ الْإِضَافَةِ مَا أَزَالَ عَنْهُ اسْمَ الْمَاءِ، بَلْ قَرَّرَهٗ فَيَدْخُلُ تَحْتَ حكمِ مُطْلَقِ الماءِ، وَكَانَ شرطُ بَقَائِهٖ عَلٰى صِفَةِ الْمُنَزَّلِ مِنَ

---

[1] سورۃ الحج، آیت:٢٩

[2] سورۃ البقرۃ، آیت:٤٣

السَّمَآءِ قَيْدًا لِهٰذَا الْمُطْلَقِ. وَبِهٖ يَخْرُجُ حُكْمُ مَاءِ الزَّعْفَرانِ وَالصَّابُوْنِ وَالْأُشْنَانِ وَأَمْثَالِهٖ.

ترجمہ: اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ زعفران کے پانی اور ہر اس پانی کے ساتھ وضو جائز ہے جس میں کوئی پاک چیز مل جائے اور اس (پانی) کے کسی ایک وصف کو بدل دے، کیونکہ تیمم کی طرف جانے کے لیے شرط یہ ہے کہ مطلق پانی نہ ملے، اور یہ (مذکورہ بالا پانی) مطلق پانی کے طور پر باقی ہے۔ (اس لیے کہ) اضافت کی قید نے اس سے پانی کا نام زائل نہیں کیا بلکہ اس کو پکا کیا ہے پس یہ مطلق پانی کے حکم میں داخل ہوگا اور یہ شرط کہ وہ (پانی) اسی صفت پر باقی ہو جس پر وہ آسمان سے نازل ہوا یہ اس مطلق کے لیے قید ہے۔ اور اس وجہ سے (جو ہم نے ذکر کی) زعفران کے پانی، صابن اور اشنان والے پانی اور اس طرح کے دیگر پانیوں کا حکم نکل گیا۔

کیا ناپاک پانی مطلق نہیں؟ اور مطلق کی مثالیں

⑬ وَخَرَجَ عَنْ هٰذِهِ الْقَضِيَّةِ الْمَاءُ النَّجَسُ؛ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ﴾ [1]، وَالنَّجَسُ لَا يُفِيْدُ الطَّهَارَةَ. وَبِهٰذِهِ الْإِشَارَةِ عُلِمَ أَنَّ الْحَدَثَ شَرْطٌ لِوُجُوْبِ الْوُضُوْءِ، فَإِنَّ تَحْصِيْلَ الطَّهَارَةِ بِدُوْنِ وُجُوْدِ الْحَدَثِ مُحَالٌ.

قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ: الْمُظَاهِرُ إِذَا جَامَعَ امْرَأَتَهٗ فِيْ خِلَالِ الْإِطْعَامِ لَا يَسْتَأْنِفُ الْإِطْعَامَ؛ لِأَنَّ الْكِتَابَ مُطْلَقٌ فِيْ حَقِّ الْإِطْعَامِ، فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ شَرْطُ عَدَمِ الْمَسِيْسِ بِالْقِيَاسِ عَلَى الصَّوْمِ، بَلِ الْمُطْلَقُ يَجْرِيْ عَلٰى إِطْلَاقِهٖ، وَالْمُقَيَّدُ عَلٰى تَقْيِيْدِهٖ. وَكَذٰلِكَ قُلْنَا: الرَّقَبَةُ فِيْ كَفَّارَةِ الظِّهَارِ وَالْيَمِيْنِ مُطْلَقَةٌ، فَلَا يُزَادُ عَلَيْهِ شَرْطُ الْإِيْمَانِ بِالْقِيَاسِ عَلٰى كَفَّارَةِ الْقَتْلِ.

ترجمہ: اور اس میں حکم سے ناپاک پانی نکل گیا کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے: وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ اور لیکن وہ تمہیں پاک کرنے کا ارادہ فرماتا ہے اور ناپاک پانی طہارت کا فائدہ نہیں دیتا۔ اور اس اشارہ (اشارۃ النص) سے معلوم ہوا کہ وضو کے واجب ہونے کے لیے بے وضو ہونا شرط ہے کیونکہ طہارت کا حصول حدث کے بغیر محال ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ظہار کرنے والا جب (کفارے کا) کھانا کھلانے

---

[1] سورۃ المائدہ، آیت:٦

کے دوران اپنی بیوی سے جماع کرے تو نئے سرے سے کھانا کھلانا شروع نہ کرے کیونکہ قرآن پاک (کا حکم) مطلق ہے لہٰذا اس کو روزے پر قیاس کرتے ہوئے جماع نہ کرنے کی شرط اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ مطلق اپنے اطلاق پر اور مقید اپنی قید کے مطابق جاری ہوگا۔ اور ای طرح ہم کہتے ہیں کہ ظہار اور قسم کے کفارہ میں مطلق غلام آزاد کرنے کا حکم ہے لہٰذا قتل کے کفارے پر قیاس کرتے ہوئے اس میں ایمان کی قید کا اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

اعتراضات اوران کے جوابات

⑭ فَإِنْ قِيْلَ: إِنَّ الْكِتَابَ فِيْ مَسْحِ الرَّأْسِ يُوْجِبُ مَسْحَ مُطْلَقِ الْبَعْ
وَقَدْ قَيَّدْتُمُوْهُ بِمِقْدَارِ النَّاصِيَةِ بِالْخَبَرِ، وَالْكِتَابُ مُطْلَقٌ فِي انْتِهَاءِ الْحُرْ
الْغَلِيْظَةِ بِالنِّكَاحِ، وَقَدْ قَيَّدْتُمُوْهُ بِالدُّخُوْلِ بِحَدِيْثِ امْرَأَةِ رِفَاعَةَ. قُلْنَا: إِ
الْكِتَابَ لَيْسَ بِمُطْلَقٍ فِي بَابِ الْمَسْحِ؛ فَإِنَّ حُكْمَ الْمُطْلَقِ أَنْ يَكُوْنَ الْآتِيْ بِأَ
فَرْدٍ كَانَ آتِيًا بِالْمَأْمُوْرِ بِهٖ، وَالْآتِيْ بِأَيِّ بَعْضٍ كَانَ هٰهُنَا لَيْسَ بِآتٍ بِالْمَأْمُوْرِ بِهٖ
فَإِنَّهٗ لَوْ مَسَحَ عَلَى النِّصْفِ أَوْ عَلَى الثُّلُثَيْنِ لَا يَكُوْنُ الْكُلُّ فَرْضًا، وَبِهٖ فَارَ
الْمُطْلَقُ الْمُجْمَلَ. وَأَمَّا قَيْدُ الدُّخُوْلِ، فَقَدْ قَالَ الْبَعْضُ: إِنَّ النِّكَاحَ فِي النَّ
حُمِلَ عَلَى الْوَطْءِ؛ إِذِ الْعَقْدُ مُسْتَفَادٌ مِنْ لَفْظِ الزَّوْجِ، وَبِهٰذَا يَزُوْلُ
السَّوَالُ. وَقَالَ الْبَعْضُ: قَيْدُ الدُّخُوْلِ ثَبَتَ بِالْخَبَرِ، وَجَعَلُوْهُ مِنَ الْمَشَاهِيْرِ فَلَا
يَلْزَمُهُمْ تَقْيِيْدُ الْكِتَابِ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ.

ترجمہ: پس اگر کہا جائے کہ قرآن پاک نے سر کے مسح میں مطلق بعض سر کا مسح واجب ک ہے اور تم نے اس میں حدیث شریف سے پیشانی کی مقدار کی قید لگائی ہے۔ اور حرمت غلیظ (طلاق مغلظہ کی حرمت) کے ختم ہونے میں قرآن پاک مطلق نکاح کا حکم دیتا ہے اور تم لوگوں نے حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بیوی والی حدیث کی وجہ سے اس میں جماع کی قید لگائی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مسح کے مسئلہ میں قرآن پاک کا حکم مطلق نہیں کیونکہ مطلق کا حکم یہ ہوتا ہے کہ اس کے کسی بھی فرد کو بجالانے والا مامور بہ کو بجالانے والا ہوتا ہے۔ اور یہاں کسی بھی فرد پر عمل کرنے والا مامور بہ پر عمل کرنے والا نہیں کیونکہ اگر وہ نصف یا دو تہائی حصے پر مسح کرے تو وہ تمام فرض نہیں ہوگا (بلکہ بعض فرض ہوگا لہٰذا یہ مجمل ہے) اس وجہ سے مطلق اور مجمل دونوں (ایک دوسرے سے) جدا

ہوگئے۔ اور جماع کی قید کے بارے میں بعض حضرات نے فرمایا کہ نص (قرآنی آیت) کو وطی پر محمول کیا جائے گا کیونکہ عقد نکاح کا فائدہ لفظ زوج سے حاصل ہو رہا ہے اس بنیاد پر سوال (اعتراض) ختم ہوگیا۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ جماع کی قید حدیث سے ثابت ہے اور فقہاء کرام نے اسے مشہور احادیث میں سے قرار دیا ہے لہٰذا ان پر یہ اعتراض نہیں ہوتا کہ انہوں نے کتاب اللہ (کے حکم) کو خبر واحد سے مُقَيَّدْ کیا۔

فصل: مشترک اور مؤول کا بیان

⑮ فَصْلٌ فِي الْمُشْتَرَكِ وَالْمُؤَوَّلِ: المشتركُ: مَا وُضِعَ لِمَعْنَيَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ، أَوْ لِمَعَانٍ مُخْتَلِفَةِ الحقائقِ. مثالُهٗ: قولُنا: جَارِيَةٌ فَإِنَّها تَتَنَاوَلُ الْأَمَةَ والسَّفِيْنَةَ. وَالْمُشْتَرِيْ فإنَّهٗ يتناولُ قابِلَ عَقْدِ الْبَيْعِ وكوكبَ السَّمَآءِ. وَقولُنا: بَائِنٌ فَإِنَّه يحتملُ البينَ والبيانَ. وحكمُ المشتركِ: أَنَّهٗ إِذَا تَعَيَّنَ الواحدُ مُرَادًا بِهٖ سَقَطَ اِعْتِبَارُ إِرَادَةِ غَيْرِهٖ. وَلِهٰذا أَجْمَعَ الْعلماءُ عَلٰى أَنَّ لَفْظَ الْقُرُوْءِ الْمَذْكُوْرَ فِيْ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى محمولٌ إِمَّا على الحيضِ كما هو مَذهبنا، أو على الطُّهْرِ كَمَا هُوَ مذهبُ الشَّافِعِيِّ رحمۃ اللہ علیہ،

ترجمہ: یہ فصل مشترک اور مؤول کے بارے میں ہے۔ مشترک وہ لفظ ہے جو ایسے دو یا دو سے زائد معانی کے لیے وضع کیا گیا جن کے حقائق مختلف ہوں اس کی مثال ہمارا قول (لفظ) جَارِيَه ہے۔ یہ لونڈی اور کشتی دونوں کو شامل ہے۔ اور لفظ **مشتری** بیع کا عقد کرنے والے (خریدار) اور ایک ستارے کو بھی کہا جاتا ہے۔ اور ہمارا قول **بائن** کا معنیٰ جدائی بھی ہے اور بیان بھی ہے۔ اور مشترک کا حکم یہ ہے کہ جب بطور مراد ایک معنیٰ مقرر ہو جائے تو دوسرے معنیٰ کا ارادہ کرنا ساقط ہو جاتا ہے۔ اسی لیے علماء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں مذکور لفظ قروء یا تو حیض (کے معنیٰ) پر محمول ہے جس طرح ہمارا (احناف کا) مذہب ہے یا طہر پر محمول ہے جیسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔

مشترک میں عموم نہیں ہوتا

⑯ وَقَالَ مُحَمَّدٌ رحمۃ اللہ علیہ: إِذَا أَوْصٰى لِمَوَالِيْ بَنِيْ فُلَانٍ وَلِبَنِيْ فُلَانٍ مَوَالٍ مِنْ

أَعْلٰى وَموالٍ مِنْ أَسْفَلَ فمات، بَطَلَتِ الْوصِيّةُ فِي حقِّ الفريقينِ؛ لِاسْتِحا
الجمعِ بَيْنَهُمَا، وَعدمِ الرُّجْحَانِ. وَقَالَ أَبُوْحَنِيْفَةَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ: إِذا قال لِزوجتِ
أَنْتِ عَلَيَّ مثلُ أُمِّي لا يكونُ مُظاهِرًا؛ لِأَنَّ اللفظَ مُشْتَرِكٌ بَيْنَ الْكرا
وَالحرمةِ. فَلا يَتَرَجَّحُ جِهَةُ الْحرمةِ إِلَّا بِالنِّيَّةِ.

ترجمہ: اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب کسی شخص نے بنوفلاں کے موالی کے ل
وصیت کی اور بنوفلاں کے اعلیٰ موالی بھی ہیں (آزاد کرنے والے) اور نچلے درجے کے موالی (آزا
کردہ غلام) بھی ہیں تو دونوں فریقوں کے حق میں وصیت باطل ہوجائے گی کیونکہ دونوں کو جمع کرنا محال
ہے اور کسی ایک کو ترجیح نہیں دے سکتے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کسی شخص ن
اپنی بیوی سے کہا: اَنْتِ عَلَيَّ مِثْلُ اُمِّيْ ''تو مجھ پر میری ماں کی مثل ہے'' تو وہ ظہار کرنے وال
نہیں ہوگا کیونکہ لفظ (مثل) عزت اور حرام ہونے میں مشترک ہے لہٰذا حرمت کی جہت کو نیت
کے بغیر ترجیح نہیں ہوگی۔

ایک مثال: حرم میں شکار سے متعلق

⑰ وعلى هٰذا قُلنا: لَا يجبُ النظيرُ في جزآءِ الصَّيْدِ؛ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ﴾ [1] الْآيةَ؛ لِأَنَّ المثلَ مشتركٌ بين المثلِ صُوْرةً، وبين المثلِ معنًى وهو القيمةُ، وقد أُرِيْدَ المثلُ من حيث المعنى بهذا النَّصِّ في قَتلِ الحَمام والعُصفُورِ ونحوِهما بالاتفاقِ. فَلا يُزادُ المثلُ من حيثُ الصُّورةِ؛ إذ لا عمومَ لِلمشتركِ أصلًا، فيَسْقُطُ اعتبارُ الصورةِ لِاسْتِحَالَةِ الجمعِ.

ترجمہ: اور اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ شکار کی جزاء میں اس کی مثل واجب نہیں کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے: فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ ''پس بدلہ اس جانور کی مثل جو اس نے قتل کیا ہے'' کیونکہ لفظ مثل مشترک ہے مثل صوری اور مثل معنوی (یعنی قیمت) دونوں پر بولا جاتا ہے اور یہاں اسی نص کی وجہ سے کبوتر اور چڑیا وغیرہ کے قتل میں مثل معنوی مراد لی گئی اور اس پر اتفاق ہے پس اس پر مثل صوری کا اضافہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ مشترک میں عموم بالکل نہیں ہوتا لہٰذا اس صورت کا اعتبار ساقط ہوجائے گا کیونکہ دونوں کو جمع کرنا محال ہے۔

---

[1] سورۃ المائدہ، آیت: ۹۵

مؤول

ثُمَّ إِذَا تَرَجَّحَ بَعْضُ وُجُوهِ الْمُشْتَرَكِ بِغَالِبِ الرَّأْيِ يَصِيرُ مُؤَوَّلًا.

⑱ وَحُكْمُ الْمُؤَوَّلِ وُجُوبُ الْعَمَلِ بِهِ مَعَ احتمالِ الخطآءِ. وَمِثَالُهُ فِي الْحُكْمِيَّاتِ مَا قُلْنَا: إِذَا أَطْلَقَ الثَّمَنَ فِي الْبَيْعِ كَانَ عَلٰى غَالِبِ نَقْدِ الْبَلَدِ، وَذٰلِكَ بِطَرِيْقِ التَّأْوِيْلِ، وَلَوْ كَانَتِ النُّقُوْدُ مختلفةً فَسَدَ الْبَيْعُ؛ لِمَا ذَكرنا. وَحَمْلُ الْأَقرآءِ عَلَى الحيضِ، وحملُ النِّكَاحِ فِي الآية على الْوطءِ، وحملُ الْكِنايَاتِ حالَ مُذاكَرَةِ الطَّلَاقِ عَلَى الطلاقِ مِنْ هٰذا الْقَبِيْلِ،

ترجمہ: پھر جب غالب رائے کے ساتھ مشترک کی کسی ایک وجہ (معنی) کو ترجیح حاصل ہوجائے تو وہ مؤول ہو جاتا ہے اور مؤوّل کا حکم یہ ہے کہ خطاء کے احتمال کے ساتھ اس پر عمل واجب ہوتا ہے۔ شرعی احکام میں اس کی مثال وہ جو ہم نے کہا کہ جب بیع میں مطلق ثمن کا ذکر کیا جائے تو اس شہر میں رائج غالب سکّہ مراد ہوگا اور یہ تاویل کے طریقے پر ہے۔ اور (شہر میں رائج) سکے (مالیت میں) مختلف ہوں تو بیع فاسد ہوجائے گی اس وجہ سے جو ہم نے ذکر کی ہے۔ اور اقرار (قروء کی جمع) کو حیض پر محمول کرنا اور آیت میں نکاح کو وطی پر محمول کرنا اور طلاق کے بارے میں گفتگو کی حالت میں کنایہ الفاظ کو (کسی نیت کے بغیر) طلاق پر محمول کرنا اسی سلسلے (یعنی تاویل) سے متعلق ہے۔

نصاب زکوٰۃ سے مثال

⑲ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: اَلدَّيْنُ الْمَانِعُ مِنَ الزَّكَاةِ يُصَرَّفُ إِلٰى أَيْسَرِ الْمَالَيْنِ قَضَاءً لِلدَّيْنِ. وَفَرَّعَ محمّدٌ عَلٰى هٰذا فقال: إذا تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً على نِصابٍ، وَلَهُ نِصابٌ مِنَ الْغَنَمِ، ونصابٌ من الدَّراهِمِ يُصَرَّفُ الدَّيْنُ إِلَى الدَّرَاهِمِ، حَتّٰى لو حَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ تَجِبُ الزَّكَاةُ عِنْدَهُ فِي نِصَابِ الْغَنَمِ، وَلَا تَجِبُ فِي الدَّرَاهِمِ.

ترجمہ: اور اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ جو قرض زکوٰۃ میں رکاوٹ ہو تو قرض کی ادائیگی کے لیے اسے دو مالوں میں سے آسان ترین مال کی طرف پھیرا جائے گا۔

اور اسی ضابطے پر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی عورت سے نصابِ زکوٰۃ پر نکاح کرے اور اس کے پاس بکریوں سے بھی نصاب ہو اور درہموں سے بھی ہو تو

[illegible]

قرض کو درہموں کی طرف پھیرا جائے گا حتیٰ کہ اگر اس نصاب پر سال گزر جائے تو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس شخص پر بکریوں کی زکوٰۃ لازم ہوگی اور درہموں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

مفسر کا بیان

⑳ وِلو تَرَجَّحَ بَعْضُ وُجُوْہِ الْمُشْتَرَكِ بِبَيَانٍ مِن قِبَلِ الْمُتَكَلِّمِ كان مُفَسَّرًا. وَحُكْمُهٗ: أَنّه يَجِبُ الْعَمَلُ بِهٖ يَقِيْنًا. مثالُهٗ: إِذَا قَالَ: لِفلانٍ عَلَيَّ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ مِنْ نَقْدِ بُخَارا. فقولُهٗ: مِنْ نَقْدِ بُخارا تفسيرٌ لهٗ. فلولا ذٰلِكَ لَكَانَ مُنْصَرِفًا إِلٰى غَالِبِ نَقْدِ الْبَلَدِ بِطَرِيْقِ التَّأْوِيْل. فَيَتَرَجَّحُ الْمُفَسَّرُ فَلَا يَجِبُ نَقْدُ الْبَلَدِ.

ترجمہ: اور اگر مشترک کے کسی معنی کو مُتَكَلِّمْ کے بیان سے ترجیح حاصل ہو تو وہ مُفَسَّرْ ہو جائے گا اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر یقینی طور پر عمل واجب ہوگا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے کہا مجھ پر فلاں شخص کے دس درہم بخارا کے سکہ سے ہیں تو اس کا قول ''بخارا کے سکہ سے'' یہ اس (اقرار) کی تفسیر ہوگی اگر وہ یہ بات نہ کہتا تو تاویل کے طور پر شہر کے غالب سکے کی طرف پھیرا جاتا پس تفسیر کو ترجیح ہوگی اور شہر کے سکے کی طرف نہیں پھیرا جائے گا۔

راجح - جامعہ - بنیاد

سوالات

۱۔ اصول، اصل کی جمع ہے اصل کے معانی ذکر کریں اور بتائیں کہ یہاں کون سا معنی مراد ہے؟

۲۔ اُصول فقہ کی دو تعریفیں ہیں ان کے نام بتائیں اور تعریف ذکر کریں؟

۳۔ اُصول فقہ کتنے اور کون سے ہیں؟

لقبی - اضافی -

۴۔ خاص کی تعریف کریں اور اس کی تینوں صورتوں کے نام ذکر کرتے ہوئے مثالیں بتائیں؟

۵۔ عام کی تعریف کریں عام لفظی اور معنوی کا فرق ذکر کریں اور دنوں کی مثالیں بتائیں؟

۶۔ خاص کا حکم بتائیں اور اگر قرآن پاک کے خاص کے مقابلے میں خبر واحد یا قیاس آئے تو کیا طریقہ اختیار کیا جائے مثال کے ذریعے واضح کریں؟

۷۔ قرآن پاک سے خاص کی مثال ثلاثة قروء بیان کی گئی قروء سے کیا مراد ہے حنفی، شافعی اختلاف اور دلائل اس طرح ذکر کریں کہ فقہ حنفی کی ترجیح واضح ہوجائے؟

۸۔ لفظ قروء کے معنی میں اختلاف کی بنیاد پر کچھ مسائل کا ذکر کیا گیا اور ان کا تعلق طلاق

کے بعد تیسرے حیض سے ہے ان کی وضاحت کریں۔

۹۔ لفظ فرضنا اور لفظ تنکح خاص ہے اس حوالے سے حنفی، شافعی اختلاف واضح کریں۔

۱۰۔ جس عورت نے ولی کے بغیر نکاح کیا اس سے وطی کے حلال ہونے، اس کا مہر یا نفقہ اور رہائش لازم ہونے، طلاق واقع ہونے اور اسے تین طلاقیں دینے کے بعد حلالہ کے بغیر اس سے نکاح کرنے کے بارے میں ہمارا مؤقف کیا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کیا حکم ہے۔

۱۱۔ عام کی دو قسمیں ہیں ان کے نام اور تعریف ذکر کریں۔

۱۲۔ جب چور کا ہاتھ کاٹا جائے تو مال کی ضمان نہیں ہوتی اس کی کیا وجہ بیان کی گئی ہے۔

۱۳۔ قرآن مجید میں ہے کہ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ تمہیں جہاں سے آسان لگے، پڑھو اور حدیث شریف میں ہے کہ لا صلوٰۃ الا بفاتحة الكتاب سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی دونوں میں تطبیق کس طرح ہوگی۔

۱۴۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے عموم کے سلسلے میں ذبح کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ نہ پڑھنے اور بچے کو دودھ پلانے سے حرمت کے ثبوت کی جو مثالیں دی ہیں ان کی وضاحت کریں۔

۱۵۔ عام مخصوص منه البعض کی تعریف کرتے ہوئے بتائیں کہ کیا خبر واحد اور قیاس سے تخصیص ہوسکتی ہے اور کب تک تخصیص ہوسکتی ہے۔

۱۶۔ مطلق اور مقید کا حکم بتائیں اور اس سلسلے میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ مثالوں کی وضاحت کریں۔

۱۷۔ سر کے مسح کے بارے میں بتائیے کہ مطلق ہے یا مجمل ہے تفصیل سے جواب دیں۔

۱۸۔ حلالہ کے لیے مطلق نکاح کا حکم ہے احناف نے جماع کی قید لگا کر مطلق کو مقید کیا جب کہ مطلق اپنے اطلاق پر جاری رہتا ہے، اس کی وضاحت کریں۔

۱۹۔ مشترک، مؤول اور مفسر کی تعریف کریں۔

۲۰۔ مشترک کی کچھ مثالیں ذکر کریں۔

۲۱۔ مؤول اور مفسر میں کیا فرق ہے نیز مفسر کو مؤول پر ترجیح ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔

[illegible]

فصل: حقیقت اور مجاز کا بیان

㉑ فَصْلٌ: فِي الْحَقِيقَةِ وَالْمَجَازِ كُلُّ لَفْظٍ وَضَعَهُ وَاضِعُ اللُّغَةِ بِإِزَاءِ شَيْءٍ فهو حقيقةٌ لَهُ. وَلَوْ اُسْتُعْمِلَ فِيْ غَيْرِهٖ يكُوْنُ مَجَازًا لَا حقيقةً. ثُمّ الْحَقِيْقَةُ مَعَ الْمَجَازِ لَا يَجْتَمِعَانِ إِرَادَةً من لفظٍ واحدٍ في حالةٍ واحدةٍ. ولِهٰذا قُلْنا: لَمَّا أُرِيْدَ مَا يَدْخُلُ فِي الصَّاعِ بِقَوْلِهٖ ﷺ: «لَا تَبِيْعُوا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ، وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ» سَقَط اعْتبارُ نَفْسِ الصَّاعِ حَتّٰى جَازَ بَيْعُ الْوَاحِدِ مِنْهُ بِالْاِثْنَيْنِ. وَلَمَّا أُرِيْدَ الْوِقَاعُ مِنْ آيَةِ الْمُلَامَسَةِ، سَقَطَ اِعْتِبارُ إِرَادَةِ الْمَسِّ بِالْيَدِ. قَالَ مُحَمَّدٌ رحمه الله: إِذَا أَوْصٰى لِمَوَالِيهِ، وَلَهُ مَوالٍ أَعْتَقَهُمْ، وَلِمَوالِيْهِ مَوالٍ أَعْتَقُوْهُمْ، كَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِمَوَالِيهِ دُوْنَ مَوَالِيْ مَوَالِيْهِ، وَفِي السِّيَرِ الْكَبِيْرِ: لَوِ اسْتَأْمَنَ أَهْلُ الْحَرْبِ عَلٰى آبَائِهِمْ لَا تَدْخُلُ الْأَجْدَادُ فِي الْأَمَانِ، وَلَوِ اسْتَأْمَنُوا عَلٰى أُمَّهَاتِهِمْ لَا يَثْبُتُ الْأَمَانُ فِي حَقِّ الْجَدَّات.

ترجمہ: یہ فصل حقیقت اور مجاز کے بیان میں ہے ہر وہ لفظ جسے وضع کرنے والے نے کسی چیز کے مقابلے میں وضع کیا وہ حقیقت ہے اور اگر اس کے غیر میں استعمال ہو تو مجاز ہے، حقیقت نہیں۔ پھر ایک ہی لفظ سے ایک ہی وقت میں حقیقت اور مجاز مراد میں جمع نہیں ہو سکتے۔ اور اسی لیے ہم نے کہا کہ جب حضور ﷺ کے اس قول سے وہ چیز مراد لی گئی جو صاع میں داخل ہوتی ہے تو نفس صاع مراد لینا ساقط ہو گیا حتیٰ کہ ایک صاع (پیمانہ) دو صاع کے بدلے میں فروخت کرنا جائز ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی یہ ہے: لَا تَبِيْعُوا الدِّرْهَمَ بِالدِّرْهَمَيْنِ، وَلَا الصَّاعَ بِالصَّاعَيْنِ "ایک درہم کو دو درہموں کے بدلے اور ایک صاع کو دو صاع کے بدلے میں فروخت نہ کرو" اور جب آیت ملامسۃ میں ملامسۃ سے جماع مراد لیا گیا تو ہاتھ لگانے والا معنی مراد لینا ساقط ہو گیا۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کسی شخص نے کسی کے موالی کے لیے وصیت کی اور اس کے موالی وہ بھی ہیں جن کو اس نے آزاد کیا اور ان موالی کے موالی ہیں جن کو ان موالی نے آزاد کیا تو وصیت اس کے اپنے موالی (آزاد کردہ غلاموں) کے لیے ہوگی ان موالی کے موالی

(غلاموں کے آزاد کردہ غلاموں) کے لیے نہیں ہوگی۔ اور سیر کبیر میں ہے کہ اگر حربی
اپنے آباء کے لیے پناہ طلب کی تو اس میں ان کے دادا شامل نہیں ہوں گے اور اگر انہوں نے اپنی ماؤں (امہات) کے لیے پناہ طلب کی تو اس میں دادیاں (اور نانیاں) شامل نہیں ہوں گیں۔

تفریعات

㉒ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا أَوْصٰى لِأَبْكَارِ بني فُلَانٍ لَا تَدْخُلُ الْمُصَابَةُ بالفُجُوْرِ فِيْ حُكْمِ الْوَصِيَّةِ. وَلَوْ أوْصٰى لِبني فلانٍ وله بَنُوْنَ وبَنُوْ بَنِيْهِ كَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِبَنِيْهِ دونَ بَنِيْ بَنِيْهِ. قَال أَصْحَابُنا: لو حَلَفَ لَا يَنْكِحُ فُلَانَةً وَهِيَ أَجْنَبِيَّةٌ، كَانَ ذٰلِكَ عَلَى الْعَقْدِ حَتّٰى لَوْ زَنٰى بها لا يحنثُ.

ترجمہ: اور اسی ضابطے کی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب کسی قبیلے کی کنواری لڑکیوں کے لیے وصیت کی تو جس عورت تک کوئی مرد گناہ کے ذریعے پہنچا وہ اس وصیت کے حکم میں داخل نہیں ہوگی۔ اور اگر کسی قبیلے کے بیٹوں کے لیے وصیت کی اور اس کے بیٹے بھی ہیں اور بیٹیوں کے بیٹے بھی ہیں تو وصیت بیٹوں کے لیے ہوگی بیٹوں کے بیٹوں کے لیے نہیں ہوگی۔ اور ہمارے اصحاب (احناف) فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ فلاں عورت سے نکاح نہیں کرے گا اور وہ اجنبی عورت ہو (اس کی بیوی نہ ہو) تو اس قسم کا اطلاق عقدِ نکاح پر ہوگا حتیٰ کہ اگر وہ اس سے زنا کرے تو حانث نہیں ہوگا (قسم نہیں ٹوٹے گی)۔

㉓ وَلَئِنْ قَالَ: إذا حَلَفَ لا يضعُ قَدَمَهُ في دارِ فُلانٍ يَحْنَثُ لو دَخَلَها حافيًا أو مُتَنَعِّلًا أو رَاكِبًا. وَكَذٰلِكَ لَوْ حَلَفَ لَا يَسْكُنُ دَارَ فُلَانٍ يَحْنَثُ لَوْ كَانَتِ الدَّارُ مِلْكًا لِفُلَانٍ أَوْ كَانَتْ بِأَجْرَةٍ أَوْ عَارِيَةً، وَذٰلِكَ جَمْعٌ بَيْنَ الْحَقِيْقَةِ وَالْمَجَازِ. وَكَذٰلِكَ لَوْ قَالَ: عَبْدُهٗ حُرٌّ يَوْمَ يَقْدَمُ فُلَانٌ، فَقَدِمَ فلانٌ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا يَحْنَثُ. قُلْنَا: وَضْعُ الْقَدَمِ صَارَ مَجَازًا عَنِ الدُّخُوْلِ بِحُكْمِ الْعُرْفِ، وَالدُّخُوْلُ لَا يَتَفَاوَتُ فِي الْفَصْلَيْنِ، وَدَارُ فُلَانٍ صَارَ مَجَازًا عَنْ دَارٍ مَسْكُوْنَةٍ لَّهُ، وَذٰلِكَ لَا يَتَفَاوَتُ بَيْنَ أَنْ يَّكُوْنَ مِلْكًا لَّهُ أَوْ كَانَتْ بِأُجْرَةٍ لَهُ. وَالْيَوْمُ فِيْ مَسْئَلَةِ الْقُدُوْمِ عِبَارَةٌ عَنْ مُطْلَقِ الْوَقْتِ؛ لِأَنَّ الْيَوْمَ إِذَا أُضِيْفَ إِلٰى فعلٍ لا يَمْتَدُّ يَكُوْنُ عِبَارَةً عَنْ مُطْلَقِ الْوَقْتِ كَمَا عُرِفَ. فَكَانَ

الْحِنْثُ بِهٰذَا الطَّرِيقِ، لَا بِطَرِيقِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْحَقِيقَةِ وَالْمَجَازِ.

ترجمہ: اور اگر کوئی کہنے والا کہے کہ جب کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ فلاں شخص کی حویلی میں قدم نہیں رکھے گا تو اگر وہ ننگے پاؤں داخل ہو یا جوتا پہنے ہوئے داخل ہو یا سواری کی حالت میں داخل ہو تو حانث ہو جائے گا اسی طرح اگر وہ قسم کھائے کہ فلاں کی حویلی (یا گھر) میں رہائش اختیار نہیں کرے گا تو وہ حانث ہو جائے گا۔ چاہے وہ حویلی اس فلاں کی ملک ہو یا کرایہ پر ہو یا بطور ادھار ہو۔ اور یہ حقیقت اور مجاز کو جمع کرنا ہے۔ اور اسی طرح اگر اس نے کہا کہ اس کا غلام آزاد ہوگا جس دن فلاں شخص آیا پس وہ فلاں رات کو آئے یا دن کو تو وہ حانث ہو گا یعنی غلام آزاد ہو جائے گا۔ ہم کہتے ہیں قدم کا رکھنا داخل ہونے سے مجاز ہے اور یہ عرف کے مطابق ہے اور دونوں صورتوں میں داخل ہونے میں فرق نہیں۔ اور فلاں کا گھر یہ مجاز ہے اس سے جس میں رہائش پذیر ہو اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ اس کی ملکیت میں ہو یا اجرت پر ہو۔ اور کسی شخص کے آنے والے مسئلہ میں لفظ یوم مطلق وقت سے عبارت ہے کیونکہ جب لفظ یوم کی اضافت کسی ایسے فعل کی طرف ہو جو بڑھتا نہیں تو اس سے مطلق وقت مراد ہوتا ہے جس طرح عرف ہے پس اس کا حانث ہونا اس طریقے پر (یعنی عموم مجاز کے طور پر) ہے حقیقت اور مجاز کے جمع ہونے کے طور پر نہیں۔

اقسام حقیقت: حقیقتِ متعذرہ اور مہجورہ کی مثالیں

㉔ ثُمَّ الْحَقِيقَةُ أَنْوَاعٌ ثَلَاثَةٌ: مُتَعَذِّرَةٌ وَمَهْجُورَةٌ وَمُسْتَعْمَلَةٌ. وَفِي الْقِسْمَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ يُصَارُ إِلَى الْمَجَازِ بِالْاِتِّفَاقِ. وَنَظِيرُ الْمُتَعَذِّرَةِ: إِذَا حَلَفَ لَا يَأْكُلُ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ، أَوْ مِنْ هٰذِهِ الْقِدْرِ، فَإِنَّ أَكْلَ الشَّجَرَةِ أَوِ الْقِدْرِ مُتَعَذِّرٌ فَيَنْصَرِفُ ذٰلِكَ إِلَى ثَمَرَةِ الشَّجَرَةِ وَإِلَى مَا يَحُلُّ فِي الْقِدْرِ، حَتّٰى لَوْ أَكَلَ مِنْ عَيْنِ الشَّجَرَةِ أَوْ مِنْ عَيْنِ الْقِدْرِ بِنَوْعِ تَكَلُّفٍ لَا يَحْنَثُ. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا حَلَفَ لَا يَشْرَبُ مِنْ هٰذِهِ الْبِئْرِ يَنْصَرِفُ ذٰلِكَ إِلَى الْاِغْتِرَافِ، حَتّٰى لَوْ فَرَضْنَا أَنَّهُ لَوْ كَرَعَ بِنَوْعِ تُكَلُّفٍ. لَا يَحْنَثُ بِالْاِتِّفَاقِ.

ترجمہ: پھر حقیقت کی تین قسمیں ہیں۔ ① قیقت مُتَعَذِّرَہ، ② حَقِيقَت مَهْجُورَہ اور ③ حقیقتِ مُسْتَعْمَلَہ اور پہلی دو قسموں میں مجاز کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اس پر اتفاق ہے۔ اور حقیقت متعذرہ کی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ اس درخت سے یا اس ہنڈیا سے نہیں کھائے گا تو درخت اور ہنڈیا کا کھانا مشکل ہے تو اس کا یہ قول پھل اور جو کچھ ہنڈیا میں ہے، اسے کھانے کی طرف پھیرا جائے گا۔ حتیٰ کہ اگر اس نے کچھ مشقت برداشت کرتے ہوئے درخت کا کوئی حصہ یا ہنڈیا کا کچھ حصہ کھا لیا تو حانث نہیں ہوگا۔ اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ اس کنویں سے نہیں پیے گا تو وہ قسم چلو کے ساتھ پینے کی طرف پھر جائے گی۔ حتیٰ کہ اگر ہم فرض کر لیں کہ اس نے کچھ تکلف کر کے منہ لگا کر پیا تو بالاتفاق حانث نہیں ہوگا۔

㉕ وَنَظِيرُ الْمَهْجُورَةِ لَوْ حَلَفَ لَا يَضَعُ قَدَمَهُ فِي دَارِ فُلَانٍ فَإِنَّ إِرَادَةَ وَضْعِ الْقَدَمِ مَهْجُورَةٌ عَادَةً. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: التَّوْكِيلُ بِنَفْسِ الْخُصُومَةِ يَنْصَرِفُ إِلَى مُطْلَقِ جَوَابِ الْخَصْمِ، حَتّٰى يَسَعَ لِلْوَكِيلِ أَنْ يُجِيبَ بِنَعَمْ كَمَا يَسَعُهُ أَنْ يُجِيبَ بِلَا؛ لِأَنَّ التَّوْكِيلَ بِنَفْسِ الْخُصُومَةِ مَهْجُورٌ شَرْعًا وَعَادَةً.

ترجمہ: اور مہجورہ کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ وہ فلاں شخص کے گھر میں قدم نہیں رکھے گا تو اس سے محض قدم رکھنا عرف کی بنیاد پر چھوڑ دیا گیا بلکہ داخل ہونا مراد ہے اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ محض مقدمے کا وکیل بنانا مخالف کو مطلق جواب دینے کی طرف پھیرا جائے گا حتیٰ کہ وکیل کے لیے ''ہاں'' کہنے کی گنجائش بھی ہے جس طرح وہ ''نہ'' کے ساتھ جواب دے سکتا ہے۔ کیونکہ محض جھگڑے کا وکیل بنانا شریعت اور عرف دونوں کے اعتبار سے چھوڑ دیا گیا ہے۔

حقیقتِ مستعملہ کا حکم

㉖ وَلَوْ كَانَتِ الْحَقِيقَةُ مُسْتَعْمَلَةً فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا مَجَازٌ مُتَعَارَفٌ فَالْحَقِيقَةُ أَوْلٰى بِلَا خِلَافٍ، وَإِنْ كَانَ لَهَا مَجَازٌ مُتَعَارَفٌ، فَالْحَقِيقَةُ أَوْلٰى عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رحمۃ اللہ علیہ. وَعِنْدَهُمَا: اَلْعَمَلُ بِعُمُومِ الْمَجَازِ أَوْلٰى. مِثَالُهُ: لَوْ حَلَفَ لَا يَأْكُلُ مِنْ هٰذِهِ الْحِنْطَةِ يَنْصَرِفُ ذٰلِكَ إِلٰى عَيْنِهَا حَتّٰى لَوْ أَكَلَ مِنَ الْخُبْزِ الْحَاصِلِ مِنْهَا لَا يَحْنَثُ عِنْدَهُ. وَعِنْدَهُمَا: يَنْصَرِفُ إِلٰى مَا تَتَضَمَّنُهُ الْحِنْطَةُ بِطَرِيقِ عُمُومِ الْمَجَازِ. فَيَحْنَثُ بِأَكْلِهَا وَبِأَكْلِ الْخُبْزِ الْحَاصِلِ مِنْهَا. وَكَذَا لَوْ حَلَفَ لَا يَشْرَبُ مِنَ الْفُرَاتِ يَنْصَرِفُ إِلَى الشُّرْبِ مِنْهَا كَرْعًا عِنْدَهُ. وَعِنْدَهُمَا: إِلَى الْمَجَازِ الْمُتَعَارَفِ، وَهُوَ شُرْبُ مَائِهَا بِأَيِّ طَرِيقٍ كَانَ.

ترجمہ: اور اگر حقیقت مستعملہ ہو تو (دیکھا جائے) اگر اس کا مجازی معنی معروف نہ ہو تو کسی اختلاف کے بغیر حقیقت پر عمل کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اور اس کے مجازی معنی معروف ہو تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حقیقت (پر عمل) زیادہ بہتر ہے اور صاحبین کے نزدیک عموم مجاز پر عمل اولیٰ (بہتر) ہے۔ اس کی مثال جیسے کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ اس گندم سے نہیں کھائے گا تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسے بعینہ گندم کی طرف پھیرا جائے گا حتیٰ کہ اگر اس نے اس گندم سے حاصل ہونے والی روٹی کھائی تو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حانث نہیں ہوگا۔

اور صاحبین کے نزدیک اسے عموم مجاز کے طور پر اس چیز کی طرف پھیرا جائے گا جسے گندم شامل ہے لہٰذا اس کے کھانے سے حانث ہو جائے گا اور اگر اس گندم کی روٹی کھائے گا تو بھی حانث ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اگر اس نے قسم کھائی کہ وہ (دریائے) فرات سے نہیں پیے گا تو یہ قسم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک منہ لگا کر پینے کی طرف پھر جائے گی اور صاحبین کے نزدیک مجاز متعارف کی طرف پھرے گی اور وہ اس کا پانی پینا ہے وہ کسی طریقے پر بھی ہو۔

مجاز، حقیقت کا کس طرح نائب ہے؟

㉗ ثُمَّ الْمَجَازُ عِنْدَ أَبِي حَنِيْفَةَ رحمۃ اللہ علیہ خَلْفٌ عَنِ الْحَقِيْقَةِ فِي حَقِّ اللَّفْظِ. وَعِنْدَهُمَا: خَلْفٌ عَنِ الْحَقِيْقَةِ فِي حَقِّ الْحُكْمِ، حَتّٰى لَوْ كَانَتِ الْحَقِيْقَةُ مُمْكِنَةً فِي نَفْسِهَا إِلَّا أَنَّهُ امْتَنَعَ الْعَمَلُ بِهَا؛ لِمَانِعٍ يُصَارُ إِلَى الْمَجَازِ، وَإِلَّا صَارَ الْكَلَامُ لَغْوًا. وَعِنْدَهٗ: يُصَارُ إِلَى الْمَجَازِ وَإِنْ لَمْ تَكُنِ الْحَقِيْقَةُ مُمْكِنَةً فِي نَفْسِهَا. مِثَالُهٗ: إِذَا قَالَ لِعَبْدِهٖ، وَهُوَ أَكْبَرُ سِنًّا مِنْهُ: هٰذَا ابْنِي لَا يُصَارُ إِلَى الْمَجَازِ عِنْدَهُمَا؛ لِاسْتِحَالَةِ الْحَقِيْقَةِ. وَعِنْدَهٗ: يُصَارُ إِلَى الْمَجَازِ، حَتّٰى يُعْتَقَ الْعَبْدُ.

ترجمہ: پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مجاز لفظ کے حق میں حقیقت کا خلف (نائب) ہے اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک حکم میں نائب ہے حتیٰ کہ اگر حقیقت پر عمل ذاتی طور پر ممکن ہو مگر کسی رکاوٹ کی وجہ سے اس پر عمل نہ ہو سکتا ہو تو مجاز کی طرف رجوع کیا جائے گا ورنہ کلام لغو ہو جائے گا۔ اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مجاز کی طرف رجوع کیا جائے گا اگرچہ ذاتی طور پر حقیقت پر عمل ممکن نہ ہو۔

اس کی مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے اس غلام سے جو اس سے عمر میں بڑا ہے میرا بیٹا ہے تو صاحبین کے نزدیک مجاز کی طرف رجوع نہیں ہوگا کیونکہ یہاں حقیقی معنی پر عمل محال ہے۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مجاز کی طرف رجوع ہوگا حتیٰ کہ غلام آزاد ہو جائے گا۔

تخریج مسائل

㉘ وَعَلٰى هٰذَا يُخَرَّجُ الْحُكْمُ فِي قَوْلِهٖ: لَهٗ عَلَيَّ أَلْفٌ، أَوْ عَلٰى هٰذَا الْجِدَارِ، وَقَوْلُهٗ: عَبْدِي أَوْ حِمَارِي حُرٌّ، وَلَا يَلْزَمُ عَلٰى هٰذَا إِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهٖ: هٰذِهٖ ابْنَتِي، وَلَهَا نَسَبٌ مَعْرُوْفٌ مِنْ غَيْرِهٖ، حَيْثُ لَا تُحَرَّمُ عَلَيْهِ، وَلَا يُجْعَلُ ذٰلِكَ مَجَازًا عَنِ الطَّلَاقِ، سَوَاءٌ كَانَتِ الْمَرْأَةُ صُغْرٰى سِنًّا مِنْهُ أَوْ كُبْرٰى؛ لِأَنَّ هٰذَا اللَّفْظَ لَوْ صَحَّ مَعْنَاهُ لَكَانَ مُنَافِيًا لِلنِّكَاحِ، فَيَكُوْنُ مُنَافِيًا لِحُكْمِهٖ، وَهُوَ الطَّلَاقُ، وَلَا اِسْتِعَارَةَ مَعَ وُجُوْدِ التَّنَافِي، بِخِلَافِ قَوْلِهٖ: هٰذَا ابْنِي؛ فَإِنَّ الْبُنُوَّةَ لَا تُنَافِي ثُبُوْتَ الْمِلْكِ لِلْأَبِ، بَلْ يَثْبُتُ الْمِلْكُ لَهٗ ثُمَّ يُعْتَقُ عَلَيْهِ.

ترجمہ: اور اس (ضابطہ) کی بنیاد پر کسی شخص کے اس قول پر یہ (مندرجہ بالا) حکم نکالا جاتا ہے اس نے کہا ”فلاں شخص کے میرے ذمے ایک ہزار ہیں یا اس دیوار کے ذمے ہیں۔ یا یہ ایک کہ ”میرا غلام یا میرا گدھا آزاد ہے“۔

اور اس وجہ سے یہ اعتراض لازم نہیں آتا کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی کے بارے میں کہا کہ یہ میری بیٹی ہے اور اس (عورت) کا نسب کسی اور سے معروف تھا تو وہ اس پر حرام نہیں ہوگی۔ اور اسے طلاق سے مجاز قرار نہیں دیا جائے گا چاہے عورت عمر میں سے اس سے چھوٹی ہو یا بڑی، کیونکہ اگر اس لفظ کا معنی صحیح ہو تو یہ نکاح کے منافی ہوگا تو یہ اس (نکاح) کے حکم کے بھی منافی ہوگا۔ اور وہ طلاق ہے اور جب دونوں ایک دوسرے کی نفی کریں تو مجازی معنی نہیں لیا جاتا ہے۔ بخلاف اس کے اس قول کے کہ یہ میرا بیٹا ہے کیونکہ بیٹا ہونا باپ کے لیے مِلک کے ثبوت کے خلاف نہیں بلکہ اس کے لیے مِلک ثابت ہوتی ہے پھر وہ اس کی طرف سے آزاد ہو جاتا ہے۔

فصل: استعارہ کا طریقہ کیا ہے؟

㉙ فَصْلٌ (فِي تَعْرِيْفِ طَرِيْقِ الْاِسْتِعَارَةِ) اِعْلَمْ أَنَّ الْاِسْتِعَارَةَ فِي أَحْكَامِ

الشَّرْعِ مُطَّرِدَةٌ بِطَرِيْقَيْنِ: أَحَدُهُمَا: لِوُجُوْدِ الْاِتِّصَالِ بَيْنَ الْعِلَّةِ وَالْحُكْمِ. وَالثَّانِيْ: لِوُجُوْدِ الْاِتِّصَالِ بَيْنَ السَّبَبِ الْمَحْضِ وَالْحُكْمِ، فَالأَوَّلُ مِنْهُمَا يُوْجِبُ صِحَّةَ الْاِسْتِعَارَةِ من الطَّرَفَيْنِ، وَالثَّانِيْ يُوْجِبُ صِحَّتَها مِن أَحَدِ الطَّرفينِ، وَهُوَ اِسْتِعَارَةُ الْأَصْلِ لِلْفَرْعِ.

ترجمہ: یہ فصل استعارہ کے طریقے کی پہچان میں ہے۔ جان لو کہ احکامِ شریعت میں استعارہ دو طریقوں پر معروف ہے ان میں سے ایک یہ کہ علت اور حکم کے درمیان اتصال پایا جاتا ہو اور دوسرا یہ کہ سبب محض اور حکم کے درمیان اتصال ہو ان میں سے پہلا طریقہ دونوں طرفوں سے استعارہ کو واجب کرتا ہے اور دوسرا طریقہ دو طرفوں میں سے ایک کی طرف سے استعارہ کی صحت کو واجب کرتا ہے اور وہ اصل کا فرع کے لیے استعارہ ہے۔

مثالیں اور سوال وجواب

(۳۰) مِثَالُ الْأَوَّلِ: فِيْمَا إِذَا قَالَ: إِنْ مَلَكْتُ عَبْدًا فَهُوَ حُرٌّ، فَمَلَكَ نِصْفَ الْعَبْدِ فَبَاعَهُ، ثُمَّ مَلَكَ النِّصْفَ الْآخَرَ لَمْ يُعْتَقْ؛ إِذْ لَمْ يَجْتَمِعْ فِيْ مِلْكِهِ كُلُّ الْعَبْدِ. وَلَوْ قَالَ: إِنِ اشْتَرَيْتُ عَبْدًا فَهُوَ حُرٌّ، فَاشْتَرىٰ نِصْفَ الْعَبْدِ فَبَاعَهُ، ثُمَّ اشْتَرىٰ النِّصْفَ الْآخَرَ عُتِقَ النِّصْفُ الثَّانِيْ. وَلَوْ عَنىٰ بِالْمِلْكِ الشِّرَاءَ، أَو بِالشِّرَآءِ الْمِلكَ صَحَّتْ نِيَّتُهُ بِطَرِيْقِ الْمَجَازِ؛ لِأَنَّ الشِّرَآءَ عِلَّةُ الْمِلْكِ، وَالْمِلْكَ حُكْمُهُ. فعَمَّتِ الْاِسْتِعَارَةُ بَيْنَ الْعِلَّةِ وَالْمَعْلُوْلِ مِن الطَّرِفَيْنِ، إِلَّا أَنَّهُ فِيْمَا يَكُوْنُ تَخْفِيْفًا فِيْ حَقِّهِ لَا يُصَدَّقُ فِيْ حَقِّ الْقَضَآءِ خَاصَّةً؛ لِمَعْنىٰ التُّهْمَةِ، لَا لِعَدَمِ صِحَّةِ الْاِسْتِعَارَةِ. وَمِثَالُ الثَّانِيْ: إِذَا قَالَ لِامْرأَتِهِ: حَرَّرْتُكِ، وَنَوىٰ بِهِ الطَّلَاقَ يَصِحُّ؛ لِأَنَّ التَّحْرِيْرَ بِحَقِيْقَتِهِ يُوْجِبُ زَوَالَ مِلْكِ الْبُضْعِ بِوَاسِطَةِ زَوَالِ مِلْكِ الرَّقَبَةِ، فَكَانَ سَبَبًا محضًا؛ لِزَوالِ مِلْكِ الْمُتْعَةِ.

ترجمہ: (استعارہ) کے پہلے طریقہ کی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے کہا اگر میں غلام کا مالک ہوا تو وہ آزاد ہے پس وہ نصف غلام کا مالک ہوا پھر اس نے اسے فروخت کر دیا پھر وہ دوسرے نصف کا مالک ہوا تو وہ آزاد نہیں ہوگا کیونکہ اس کی ملک میں پورا غلام جمع نہیں ہوا۔ اور اس نے کہا اگر میں غلام خریدوں تو وہ آزاد ہے پس اس نے نصف غلام خریدا اور

اسے بیچ دیا پھر دوسرا نصف خریدا تو دوسرا نصف آزاد ہو جائے گا۔ اور اگر وہ ملک سے خریدنا مراد لے یا خریدنے سے ملک مراد لے تو مجاز کی طریقے پر اس کی نیت صحیح ہوگی کیونکہ خریدنا ملک کی علت ہے اور ملک اس کا حکم ہے پس استعارہ علت اور معلول میں دونوں طرفوں سے ہوگا مگر جس صورت میں اس کے حق میں تخفیف ہو تو قاضی کے فیصلے میں اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی کیونکہ تہمت کا معنی پایا جائے گا اس لیے نہیں کہ استعارہ صحیح نہیں۔

اور دوسرے طریق کی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا میں نے تجھے آزاد کیا اور طلاق کی نیت کی تو یہ صحیح ہے کیونکہ آزادی اپنی حقیقت کے ساتھ ملك بضع کو زائل کرتی ہے اور یہ آزادی ملك رقبه کے واسطے سے ہوتی ہے پس یہ ملك متعه کے زوال کے لیے سبب محض ہو تو جائز ہے کہ آزادی کا لفظ بول کر بطور مجاز طلاق مراد لی جائے جو ملک متعہ کو زائل کرتی ہے۔

(۳۱) وَلَا يُقَالُ لَوْ جُعِلَ مَجَازًا عَنِ الطَّلَاقِ لَوَجَبَ اَنْ يَّكُوْنَ الطَّلَاقُ الْوَاقِعُ بِهِ رَجْعِيًّا كَصَرِيْحِ الطَّلَاقِ لِاَنَّا نَقُوْلُ لَا نَجْعلُهُ مَجَازًا عن الطلاقِ بَلْ عَنِ الْمُزِيْلِ لِمِلْكِ الْمُتْعَةِ، وَذٰلِكَ فِي الْبَائِنِ؛ إِذِ الرَّجْعِيُّ لَا يُزِيْلُ ملكَ الْمُتْعَةِ عِنْدَنَا.

ترجمہ: اور یہ بات نہ کہی جائے کہ اگر اس آزادی کو طلاق سے مجاز قرار دیا جائے تو واجب ہے کہ اس سے طلاق رجعی واقع ہو جس طرح صریح طلاق میں ہوتا ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ ہم اسے طلاق سے مجاز قرار نہیں دے رہے بلکہ ہم ملك متعه کے زوال سے مجاز قرار دے رہے ہیں اور یہ طلاق بائن میں ہوتا ہے (طلاق رجعی میں نہیں) کیونکہ طلاق رجعی ہمارے نزدیک ملك متعه کو زائل نہیں کرتی۔

لفظ طلاق بول کر آزادی مراد نہیں لے سکتے اور تخریج مسائل

(۳۲) وَلَوْ قَالَ لِأَمَتِهِ: طَلَّقْتُكِ، وَنَوىٰ بِهِ التَّحْرِيْرَ لَا يَصِحُّ؛ لِأَنَّ الْأَصْلَ جَازَ أَنْ يَثْبُتَ بِهِ الْفَرْعُ، وَأَمَّا الفرعُ فَلَا يَجُوْزُ أَن يَّثْبُتَ بِهِ الْأَصْلُ. وَعَلىٰ هٰذَا نَقُوْلُ: يَنْعَقِدُ النِّكَاحُ بِلَفْظِ الْهِبَةِ وَالتَّمْلِيْكِ وَالْبَيْعِ؛ لِأَنَّ الْهِبَةَ بِحَقِيْقَتِهَا تُوْجِبُ مِلْكَ الرَّقَبةِ، وَمِلكُ الرَّقَبَةِ يُوْجِبُ مِلكَ الْمُتْعَةِ فِي الْإِمَآءِ، فَكَانَتِ الْهِبةُ سَبَبًا مَحضًا لِثُبُوْتِ مِلْكِ الْمُتْعَةِ، فَجَازَان يُسْتَعَارَ عَنِ النِّكَاحِ. وَكَذٰلِكَ

لفظُ التَّمْلِيْكِ وَالْبَيْعِ، ولا يَنْعَكِسُ حَتّٰى لَا يَنْعَقِدَ الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ بلفظ النكاحِ.

ترجمہ: اور اگر اپنی لونڈی سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی اور اسے آزاد کرنا مراد لیا تو یہ صحیح نہیں کیونکہ اصل کے ساتھ فرع کو ثابت کرنا جائز ہے لیکن فرع کے ساتھ اصل ثابت نہیں ہوتا۔

اور اسی بنیاد پر (کہ سبب کا استعارہ حکم کے لیے صحیح ہے) ہم کہتے ہیں کہ نکاح، لفظ ھبہ، تملیک اور بیع کے ساتھ منعقد ہو جاتا ہے کیونکہ ھبہ اپنے حقیقی معنیٰ کے اعتبار سے ملک رقبہ واجب کرتا ہے اور ملک رقبہ لونڈی میں ملک متعہ کو واجب کرتی ہے پس ہبہ ملک متعہ کے لیے سبب محض ہو گیا تو جائز ہے کہ بطور استعارہ نکاح کے لیے استعمال کیا جائے۔ اسی طرح لفظ تملیک اور لفظ بیع کا حکم ہے اور اس کے برعکس نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ لفظ نکاح کے ساتھ بیع اور ھبہ منعقد نہیں ہوتا۔

مجازی معنیٰ اور نیت

㉝ ثُمَّ فِي كُلِّ مَوْضِعٍ يَكُوْنُ الْمَحَلُّ فِيْهِ مُتَعَيِّنًا لِنَوْعٍ مِنَ المجازِ. لَا يَحْتَاجُ فِيْهِ إِلَى النِّيَّةِ. لَا يُقَالُ: وَلَمَّا كَانَ إِمْكَانُ الْحَقِيْقَةِ شَرْطًا لِصِحَّةِ الْمَجَازِ عِنْدَهُمَا، كَيْفَ يُصَارُ إِلَى الْمَجَازِ فِي صُوْرَةِ النِّكَاحِ بِلَفْظِ الْهِبَةِ مَعَ أَنَّ تَمْلِيْكَ الْحُرَّةِ بالبيعِ والهبةِ مُحَالٌ؛ لِأَنَّا نَقُوْلُ: ذٰلِكَ مُمْكِنٌ فِي الْجُمْلَةِ، بِأَنِ ارْتَدَّتْ، وَلَحِقَتْ بِدَارِ الْحَرْبِ، ثُمَّ سُبِيَتْ وَصَارَ هٰذَا نَظِيْرُ مَسِّ السَّمَآءِ وَأَخَوَاتِهِ.

ترجمہ: پھر ہر وہ جگہ جو مجاز کی کسی بھی قسم کو متعین کرنے کا محل ہو وہاں نیت کی حاجت نہیں ہوتی اور یہ نہ کہا جائے کہ جب مجاز کے صحیح ہونے کے لیے صاحبین کے نزدیک حقیقت کا ممکن ہونا شرط ہے تو لفظ ھبہ کے ساتھ بطور مجاز نکاح مراد لینا کیسے صحیح ہوگا حالانکہ لفظ بیع اور ھبہ کے ساتھ آزاد عورت کا مالک ہونا محال ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں یہ کہ کسی نہ کسی صورت میں ممکن ہے اس طرح کہ عورت معاذ اللہ مرتد ہو کر دار الحرب میں چلی جائے پھر قیدی بنائی جائے اور یہ آسمان کو ہاتھ لگانے اور اس طرح کے دیگر مسائل کی طرح ہے۔

فصل: صریح اور کنایہ کا بیان

㉞ فَصْلٌ فِي الصَّرِيْحِ وَالْكِنَايَةِ الصَّرِيْحُ لَفْظٌ يَكُوْنُ الْمُرَادُ بِهِ ظَاهِرًا، كَقَوْلِهِ: بِعْتُ وَاشْتَرَيْتُ وَأَمْثَالِهِ. وَحُكْمُهُ: أَنَّهُ يُوْجِبُ ثُبُوْتَ مَعْنَاهُ بِأَيِّ طَرِيْقٍ

كَانَ مِنْ إِخْبَارٍ أَوْ نَعْتٍ أَوْ نِدَآءٍ. وَمِنْ حُكْمِهِ: أَنَّهُ يَسْتَغْنِي عَنِ النِّيَّةِ.

ترجمہ: صریح وہ لفظ ہے جس کی مراد ظاہر ہو جس طرح کوئی کہے کہ میں نے بیچا، میں نے خریدا اور اس طرح کی دیگر مثالیں۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کے معنیٰ کا ثبوت واجب (لازم) ہوتا ہے وہ جس طریقہ پر بھی ہو خبر دینے کی صورت ہو، صفت ہو یا نداء ہو اور اس کے حکم میں سے یہ بھی ہے کہ اس میں نیت کی حاجت نہیں ہوتی۔

مثالیں، حنفی، شافعی اختلاف کا نتیجہ

㉟ وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهِ: أَنْتِ طَالِقٌ، أَوْ طَلَّقْتُكِ، أَوْ يَا طَالِقُ يَقَعُ الطَّلَاقُ، نَوٰى بِهِ الطَّلَاقَ أَوْ لَمْ يَنْوِ. وَكَذَا لَوْ قَالَ لِعَبْدِهِ: أَنْتَ حُرٌّ أَوْ حَرَّرْتُكَ، أَوْ يَا حُرُّ. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِنَّ التَّيَمُّمَ يُفِيْدُ الطَّهَارَةَ؛ لِأَنَّ قَوْلَهُ تَعَالٰى: ﴿وَلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ﴾ ◆[1] صَرِيْحٌ فِي حُصُوْلِ الطَّهَارَةِ بِهِ. وَلِلشَّافِعِيِّ فِيْهِ قَوْلَانِ: أَحَدُهُمَا: أَنَّهُ طَهَارَةٌ ضَرُوْرِيَّةٌ، وَالْآخَرُ: أَنَّهُ لَيْسَ بِطَهَارَةٍ، بَلْ هُوَ سَاتِرٌ لِلْحَدَثِ.

ترجمہ: اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا ''تجھے طلاق ہے'' یا کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی یا کہا اے طلاق والی! تو طلاق واقع ہو جائے گی طلاق کی نیت کرے یا نہ کرے۔ اور اسی طرح اگر اس نے اپنے غلام سے کہا ''تو آزاد ہے'' یا کہا ''میں نے تجھے آزاد کیا'' یا کہا ''اے آزاد'' (تو وہ آزاد ہو جائے گا نیت کرے یا نہ کرے)۔ اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ تیمم طہارت کا فائدہ دیتا ہے کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے: وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ ''اور لیکن (اللہ تعالیٰ) ارادہ فرماتا ہے کہ تمہیں خوب پاک کر دے''۔ یہ آیت تیمم سے طہارت کے حاصل ہونے میں صریح ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ یہ طہارت ضروریہ ہے (ضرورت کی وجہ سے ہے) اور دوسرا قول یہ ہے کہ یہ طہارت نہیں ہے بلکہ یہ حدث کو ڈھانپنے والا ہے۔

㊱ وَعَلٰى هٰذَا يُخَرَّجُ الْمَسَائِلُ عَلٰى مَذْهَبَيْنِ مِنْ جَوَازِهِ قَبْلَ الْوَقْتِ وَأَدَاءِ الْفَرْضَيْنِ بِتَيَمُّمٍ وَاحِدٍ، وَإِمَامَةِ الْمُتَيَمِّمِ لِلْمُتَوَضِّئِيْنَ، وَجَوَازِهِ بِدُوْنِ خَوْفِ تَلَفِ

◆[1] سورۃ المائدہ، آیت:٦

النَّفْسِ، أَوِ الْعُضْوِ بِالْوُضُوْءِ، وَجَوَازِهٖ لِلْعِيْدِ وَالْجَنَازَةِ، وَجَوَازِهٖ بِنِيَّةِ الطَّهَارَةِ.

ترجمہ: (حنفی شافعی اختلاف کی وجہ سے) دونوں مذہبوں پر کچھ مسائل نکالے جاتے ہیں۔ (نماز کے) وقت سے پہلے تیمم کرنے کا جواز، ایک تیمم کے ساتھ دو (وقت کے) فرض ادا کرنا، تیمم کرنے والے کا وضو کرنے والوں کی امامت کرنا، اور وضو کے ذریعے جان یا کسی عضو کے ضائع ہونے کے خوف کے بغیر بھی تیمم کا جائز ہونا، عید کی نماز اور نمازِ جنازہ کے لیے تیمم کا جواز اور طہارت کی نیت سے اس کا جائز ہونا۔

کنایہ اور اس کا حکم

(۳۷) وَالْكِنَايَةُ: هِيَ مَا اسْتَتَرَ مَعْنَاهُ. وَالْمَجَازُ: قَبْلَ أَنْ يَصِيْرَ مُتَعَارَفًا بِمَنْزِلَةِ الْكِنَايَةِ. وَحُكْمُ الْكِنَايَةِ: ثُبُوْتُ الْحُكْمِ بِهَا عِنْدَ وُجُوْدِ النِّيَّةِ، أَوْ بِدَلَالَةِ الْحَالِ؛ إِذْ لَا بُدَّ لَهٗ مِنْ دَلِيْلٍ يَزُوْلُ بِهِ التَّرَدُّدُ، وَيَتَرَجَّحُ بِهٖ بَعْضُ الْوُجُوْهِ. وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى سُمِّيَ لَفْظُ الْبَيْنُوْنَةِ وَالتَّحْرِيْمِ كِنَايَةً فِيْ بَابِ الطَّلَاقِ، لِمَعْنَى التَّرَدُّدِ وَاسْتِتَارِ الْمُرَادِ، لَا أَنَّهٗ يَعْمَلُ عَمَلَ الطَّلَاقِ.

ترجمہ: اور کنایہ وہ (لفظ) ہے جس کا معنیٰ پوشیدہ ہو اور مجاز، متعارف ہونے سے پہلے کنایہ کی طرح ہوتا ہے اور کنایہ کا حکم یہ ہے کہ اس کے ساتھ حکم اس وقت ثابت ہوتا ہے جب نیت یا حال کی دلالت پائی جائے کیونکہ اس کے لیے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اس (دلیل) کے ذریعے تردد دور ہو جائے اور بعض وجوہ کو ترجیح حاصل ہو اسی لیے لفظ **بینونت** اور لفظ تحریم، طلاق کے باب میں کنایہ ہیں کیونکہ ان میں تردد کا معنی پایا جاتا ہے اور مراد پوشیدہ ہوتی ہے یہ مطلب نہیں کہ وہ طلاق کا عمل کرتا ہے۔

تفریع مسائل

(۳۸) وَيَتَفَرَّعُ مِنْهُ حُكْمُ الْكِنَايَاتِ فِيْ حَقِّ عَدَمِ وِلَايَةِ الرَّجْعَةِ، وَلِوُجُوْدِ مَعْنَى التَّرَدُّدِ فِي الْكِنَايَةِ لَا يُقَامُ بِهَا الْعُقُوْبَاتُ، حَتّٰى لَوْ أَقَرَّ عَلٰى نَفْسِهٖ فِيْ بَابِ الزِّنَا وَالسَّرِقَةِ لَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ مَا لَمْ يَذْكُرِ اللَّفْظَ الصَّرِيْحَ. وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى لَا يُقَامُ الْحَدُّ عَلَى الْأَخْرَسِ بِالْإِشَارَةِ. وَلَوْ قَذَفَ رَجُلًا بِالزِّنَا، فَقَالَ الْآخَرُ: صَدَقْتَ. لَا يَجِبُ الْحَدُّ عَلَيْهِ؛ لِاحْتِمَالِ التَّصْدِيْقِ لَهٗ فِيْ غَيْرِهٖ.

ترجمہ: اور اس سے کنایہ کا حکم رجوع کی ولایت نہ ہونے کے حق میں نکلتا ہے۔ اور چونکہ کنایہ میں تردد کا معنی پایا جاتا ہے اس لیے ان الفاظ سے سزائیں (حدود) قائم نہیں ہوتیں حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے اپنے نفس کے خلاف زنا اور چوری کا اقرار کیا تو اس پر حد قائم نہیں ہوگی جب تک وہ صریح لفظ ذکر نہ کرے۔ اور اسی وجہ سے گونگے کے اشارے کی بنیاد پر حد قائم نہیں کی جاتی۔ اور اگر کسی شخص نے کسی دوسرے آدمی پر زنا کا الزام لگایا اور دوسرے نے کہا تو نے سچ کہا تو اس پر حد قائم نہیں ہوگی کیونکہ کسی اور بات میں اس کی تصدیق کا احتمال ہے۔

سوالات

۱۔ حقیقت اور مجاز دونوں کی تعریف کریں اور مثال ذکر کریں۔

۲۔ حقیقت اور مجاز بیک وقت جمع نہیں ہو سکتے اس کی مثال ذکر کریں۔

۳۔ آیت مسہ کون سی آیت ہے اور اس سلسلے میں کون سا معنیٰ مراد لیا گیا حقیقی یا مجازی اس کی وضاحت کریں۔

۴۔ کنواری لڑکیوں کے لیے وصیت کی گئی تو گناہ کی وجہ سے جس کی بکارت زائل ہوئی وہ اس میں داخل ہے یا نہیں اور وجہ بھی بتائیں۔

۵۔ کسی شخص نے قسم کھائی کہ فلاں عورت سے نکاح نہیں ہوگا تو اگر وہ اس کی بیوی نہ ہو تو کیا مراد ہوگا۔ نکاح کا حقیقی اور مجازی معنیٰ واضح کریں۔

۶۔ حقیقت اور مجاز کے جمع ہونے کے حوالے سے کچھ مثالیں دے کر اعتراض کیا گیا اور مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیا سوال و جواب کی وضاحت کریں۔

۷۔ حقیقت کی تین قسمیں ہیں ان کے نام اور تعریفات بیان کریں اور مثالیں بھی ذکر کریں۔

۸۔ حقیقت مستعملہ کی صورت میں حقیقت پر عمل اولیٰ ہے یا عموم مجاز پر اس سلسلے میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبین رحمہما اللہ کے درمیان اختلاف مثال کے ساتھ واضح کریں۔

۹۔ **ثم المجاز عند ابی حنیفة خلف عن الحقیقة فی حق اللفظ وعندهما خلف عن الحقیقة فی حق الحکم۔**

مندرجہ بالا عبارت کا ترجمہ اور وضاحت کریں اور مثال ذکر کریں۔

۱۰۔ اگر کسی شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ وہ اس کا بیٹا ہے اور وہ غلام عمر میں اس سے بڑا تھا تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مجاز کی طرف رجوع ہوگا اور وہ آزادی ہے۔ اور اگر اپنی بیوی سے جس کا نسب معروف تھا کہا کہ وہ اس کی بیٹی ہے تو مجازی معنی یعنی طلاق مراد نہیں ہوگی فرق کی وجہ بیان کریں۔

۱۱۔ استعارہ کسے کہتے ہیں اور اس کے دو طریقے ہیں ان کی وضاحت کریں اور مثال ذکر کریں۔

سببِ محض، علت اور معلول کی تشریح کریں اور مثالوں کے ساتھ وضاحت کریں۔

۱۲۔ اگر اپنی بیوی سے کہا میں نے تجھے آزاد کیا تو یہاں مجازی معنی طلاق بائن مراد ہوتی ہے سوال یہ ہے کہ طلاق رجعی کیوں واقع نہیں ہوتی وضاحت کریں۔

۱۳۔ لفظ **ہبہ**، **تملیک** اور **بیع** استعمال کر کے نکاح مراد لے سکتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے۔ اور لفظ نکاح بول کر ہبہ وغیرہ مراد نہیں لے سکتے اس کی وجہ کیا ہے؟

۱۴۔ صریح کی تعریف اور حکم بیان کریں اور اس میں نیت کی حاجت کیوں نہیں مثال بھی ذکر کریں۔

۱۵۔ تیمم طہارتِ کاملہ ہے یا نہیں اس سلسلے میں احناف اور شوافع کا اختلاف ذکر کریں اور اس پر کچھ مسائل متفرع ہوتے ہیں ان کی وضاحت کریں۔

۱۶۔ کنایہ کسے کہتے ہیں اور اس پر عمل کے لیے نیت اور دلالت ح[illegible] ضروری ہے اور دلالت حال سے کیا مراد ہے۔

۱۷۔ کنایہ الفاظ کی صورت میں حدود کا نفاذ کیوں نہیں ہوتا وجہ بیان کریں۔

۱۸۔ زنا کا الزام لگایا اور جس پر الزام لگایا گیا اس نے کہا کہ تو سچا ہے پھر بھی حد نافذ نہیں ہوگی وجہ کیا ہے۔

* * *

Sajib

Sajib

فصل: متقابلات کے بیان میں

(۳۹) فَصْلٌ فِي الْمُتَقَابِلَاتِ نَعْنِي بِهَا الظَّاهِرَ وَالنَّصَّ وَالْمُفَسَّرَ وَالْمُحْكَمَ مَعَ مَا يُقَابِلُهَا مِنَ الْخَفِيِّ وَالْمُشْكِلِ وَالْمُجْمَلِ وَالْمُتَشَابِهِ. فَالظَّاهِرُ: اِسْمٌ لِكُلِّ كَلَامٍ ظَهَرَ الْمُرَادُ بِهِ لِلسَّامِعِ بِنَفْسِ السَّمَاعِ مِنْ غَيْرِ تَأَمُّلٍ. وَالنَّصُّ: مَا سِيقَ الْكَلَامُ لِأَجْلِهِ، وَمِثَالُهُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ: ﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ [۱] فَالْآيَةُ سِيقَتْ لِبَيَانِ التَّفْرِقَةِ بَيْنَ الْبَيْعِ وَالرِّبَا، رَدًّا لِمَا ادَّعَاهُ الْكُفَّارُ مِنَ التَّسْوِيَةِ بَيْنَهُمَا، حَيْثُ قَالُوْا: ﴿اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا﴾ [۲] وَقَدْ عُلِمَ حَلُّ الْبَيْعِ وَحُرْمَةُ الرِّبٰوا بِنَفْسِ السَّمَاعِ. فَصَارَ ذٰلِكَ نَصًّا فِي التَّفْرِقَةِ، ظَاهِرًا فِي حِلِّ الْبَيْعِ وَحُرْمَةِ الرِّبٰوا. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَىٰ: ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ [۳] سِيقَ الْكَلَامُ لِبَيَانِ الْعَدَدِ، وَقَدْ عُلِمَ الْإِطْلَاقُ وَالْإِجَازَةُ بِنَفْسِ السَّمَاعِ. فَصَارَ ذٰلِكَ ظَاهِرًا فِي حَقِّ الْإِطْلَاقِ، نَصًّا فِي بَيَانِ الْعَدَدِ. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ [۴] تَعَالَىٰ: ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ نَصٌّ فِي حُكْمِ مَنْ لَمْ يُسَمَّ لَهَا الْمَهْرُ، وَظَاهِرٌ فِي اِسْتِبْدَادِ الزَّوْجِ بِالطَّلَاقِ، وَإِشَارَةٌ إِلَى أَنَّ النِّكَاحَ بِدُوْنِ ذِكْرِ الْمَهْرِ يَصِحُّ. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ ﷺ: «مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ عُتِقَ عَلَيْهِ» نَصٌّ فِي اِسْتِحْقَاقِ الْعِتْقِ لِلْقَرِيْبِ، وَظَاهِرٌ فِي ثُبُوْتِ الْمِلْكِ لَهُ.

ترجمہ: یہ فصل متقابلات کے بیان میں ہے اس سے ہماری مراد **ظاہر**، **نص**، **مفسر** اور **محکم**، نیز جو ان کے مقابل ہیں یعنی **خفی**، **مشکل**، **مجمل** اور **متشابہ**، ہیں پس **ظاہر** ہر اس کلام کو کہتے ہیں جس کی مراد سننے والے پر محض سننے سے ظاہر ہو جائے اور کسی قسم کے غور و فکر کی ضرورت نہ ہو اور **نص** وہ ہے جس کے لیے کلام کو چلایا گیا اور

---

[۱] سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۷۵

[۲] سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۷۵

[۳] سورۃ النساء، آیت: ۳

[۴] سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۳۶

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کے کلام میں اس طرح ہے: وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ''اور اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا'' تو یہ آیت بیع اور سود میں فرق کرنے کے لیے چلائی گئی۔ اور یہ کفار کے اس دعویٰ کا رد ہے کہ یہ دونوں برابر ہیں جب ان لوگوں نے کہا: اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ''بے شک بیع سود کی طرح ہے'' اور بیع کا حلال اور سود کا حرام ہونا محض سننے سے معلوم ہو گیا۔

پس یہ آیت ان دونوں (بیع اور سود) میں فرق کرنے کے اعتبار سے نص اور بیع کے حلال اور سود کے حرام ہونے کے بارے میں ظاہر ہے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ① ''پس تم ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں دو دو، تین تین اور چار چار'' تو یہاں کلام کو بیان عدد کے لیے چلایا گیا اور نکاح کا جواز اور اجازت محض سننے سے حاصل ہو گئی پس یہ نکاح کے جواز میں ظاہر اور عدد کے بیان میں نص ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے: لَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِیْضَةً ② ''اور تم پر کوئی حرج نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دو جب تک تم نے ان سے جماع نہیں کیا یا ان کے لیے مہر مقرر نہیں کیا'' یہ ان عورتوں کے حق میں نص ہے جن کا مہر مقرر نہیں کیا گیا اور اس سلسلے میں ظاہر ہے کہ طلاق دینے میں خاوند خود مختار ہے۔

اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نکاح مہر کا ذکر کیے بغیر بھی صحیح ہوتا ہے اور اسی طرح حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ عُتِقَ عَلَیْهِ نَصٌّ فِي اِسْتِحْقَاقِ الْعَتَقِ الْقَرِیْبِ، وَظَاهِرٌ فِي ثُبُوْتِ الْمِلْكِ لَهُ ''جو شخص کسی ذی رحم محرم کا مالک بنا تو وہ اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا'' یہ حدیث قریبی رشتہ دار کے آزادی کے مستحق ہونے کے بارے میں نص ہے اور اس کے مالک ہونے کے بارے میں ظاہر ہے۔

ظاہر اور نص کا حکم

㊵ وَحُكْمُ الظَّاهِرِ وَالنَّصِّ وُجُوْبُ الْعَمَلِ بِهِمَا، عَامَّیْنِ كَانَا أَوْ خَاصَّیْنِ مَعَ اِحْتِمَالِ إِرَادَةِ الْغَیْرِ، وَذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْمَجَازِ مَعَ الْحَقِیْقَةِ. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا اشْتَرٰى قَرِیْبَهُ حَتّٰى عُتِقَ عَلَیْهِ، یَكُوْنُ هُوَ مُعْتِقًا، وَیَكُوْنُ الْوَلَآءُ لَهُ، وَإِنَّمَا

---

① سورۃ النساء، آیت:۳ ② سورۃ البقرۃ، آیت:۲۳۶

یَظْهَرُ التَّفَاوُتُ بَیْنَهُمَا عِنْدَ الْمُقَابَلَةِ، وَلِهٰذَا لَوْ قَالَ لَهَا: طَلِّقِي نَفْسَكِ، فَقَالَتْ: أَبَنْتُ نَفْسِي، یَقَعُ الطَّلَاقُ رَجْعِیًّا؛ لِأَنَّ هٰذَا نَصٌّ فِي الطَّلَاقِ وَظَاهِرٌ فِي الْبَیْنُوْنَةِ، فَیَتَرَجَّحُ الْعَمَلُ بِالنَّصِّ.

وَكَذٰلِكَ قَوْلُهُ ﷺ لِأَهْلِ عُرَیْنَةَ: اِشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا نَصٌّ فِي بَیَانِ سَبَبِ الشِّفَآءِ، وَظَاهِرٌ فِي إِجَازَةِ شُرْبِ الْبَوْلِ، وَقَوْلُهُ ﷺ: اِسْتَنْزِهُوْا عَنِ الْبَوْلِ؛ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ نَصٌّ فِي وُجُوْبِ الْاِحْتِرَازِ عَنِ الْبَوْلِ، فَیَتَرَجَّحُ النَّصُّ عَلَى الظَّاهِرِ، فَلَا یَحِلُّ شُرْبُ الْبَوْلِ أَصْلًا. وَقَوْلُهُ ﷺ: مَا سَقَتْهُ السَّمَآءُ فَفِیْهِ الْعُشْرُ نَصٌّ فِي بَیَانِ الْعُشْرِ. وَقَوْلُهُ ﷺ: لَیْسَ فِي الْخَضْرَوَاتِ صَدَقَةٌ مُؤَوَّلٌ فِي نَفْيِ الْعُشْرِ؛ لِأَنَّ الصَّدَقَةَ تَحْتَمِلُ وُجُوْهًا، فَیَتَرَجَّحُ الْأَوَّلُ عَلَى الثَّانِي.

ترجمہ: اور ظاہر اور نص کا حکم یہ ہے کہ ان دونوں پر عمل واجب ہوتا ہے وہ عام ہوں یا خاص لیکن غیر کے ارادہ کا بھی احتمال ہوتا ہے اور یہ اسی طرح ہے جیسے حقیقت کے ساتھ مجاز ہوتا ہے۔ اور اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جب کسی قریبی رشتہ دار (محرم) کو خریدے حتیٰ کہ وہ اس کی طرف سے آزاد ہو جائے تو وہی (خریدنے والا) اسے آزاد کرنے والا ہو گا اور اس کی ولاء اسی کے لیے ہو گی اور ظاہر اور نص کے درمیان فرق اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب دونوں کے درمیان مقابلہ ہو اور اسی لیے اگر مرد نے اپنی بیوی سے کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دو اور اس نے کہا میں نے اپنے نفس کو جدا کیا تو طلاق رجعی واقع ہو جائے گی کیونکہ یہ کلام طلاق کے بارے میں نص ہے اور جدائی کے بارے میں ظاہر ہے تو نص عمل کو ترجیح ہو جائے گی۔

اور اسی طرح حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: ''جو آپ نے عرینہ والوں سے فرمایا کہ اِشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا نَصٌّ ان (اونٹوں اور اونٹنیوں) کا پیشاب اور دودھ پیو۔ تو یہ شفاء کے سبب کے سلسلے میں نص ہے اور پیشاب۔ پینے کی اجازت میں ظاہر ہے۔

اور سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: اِسْتَنْزِهُوْا عَنِ الْبَوْلِ؛ فَإِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ ''پیشاب پینے سے بچو کیونکہ زیادہ تر عذابِ قبر اسی وجہ سے ہوتا ہے۔''

یہ حدیث پیشاب سے بچنے کے وجوب میں نص ہے۔ پس نص کو ظاہر پر ترجیح ہو گی لہٰذا پیشاب کا پینا بالکل حلال نہیں ہو گا۔

اور سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: مَا سَقَتْهُ السَّمَآءُ فَفِيْهِ الْعُشْرُ ”جس زمین کو بارش سیراب کرے پس اس میں عشر ہے“۔

یہ ارشادِ گرامی عشر کے بیان میں نص ہے اور آپ کا یہ ارشادِ گرامی: لَيْسَ فِي الْخَضْرَوَاتِ صَدَقَةٌ سبزیوں میں صدقہ یعنی عشر کی نفی میں مؤول ہے کیونکہ لفظ صدقہ میں کئی وجوہ کا احتمال ہے پس پہلے (نص) کو دوسرے (مؤول) پر ترجیح ہوگی۔

مفسر کو نص پر ترجیح

(41) وَأَمَّا الْمُفَسَّرُ فَهُوَ مَا ظَهَرَ الْمُرَادُ بِهِ مِنَ اللَّفْظِ بِبَيَانٍ مِنْ قِبَلِ الْمُتَكَلِّمِ بِحَيْثُ لَا يَبْقَى مَعَهُ اِحْتِمَالُ التَّأْوِيْلِ وَالتَّخْصِيْصِ. مِثَالُهُ: فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝۳۰﴾ [1] فَاسْمُ الْمَلَائِكَةِ ظَاهِرٌ فِي الْعُمُوْمِ، إِلَّا أَنَّ اِحْتِمَالَ التَّخْصِيْصِ قَائِمٌ، فَانْسَدَّ بَابُ التَّخْصِيْصِ بِقَوْلِهٖ: كُلُّهُمْ، ثُمَّ بَقِيَ اِحْتِمَالُ التَّفْرِقَةِ فِي السُّجُوْدِ، فَانْسَدَّ بَابُ التَّأْوِيْلِ بِقَوْلِهٖ: ﴿اَجْمَعُوْنَ ۝۳۰﴾. وَفِي الشَّرْعِيَّاتِ إِذَا قَالَ: تَزَوَّجْتُ فُلَانَةً شَهْرًا فَسَّرَ الْمُرَادَ بِهٖ، فَقُلْنَا: هٰذَا مُتْعَةٌ وَلَيْسَ بِنِكَاحٍ، وَلَوْ قَالَ: لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ مِنْ ثَمَنِ هٰذَا الْعَبْدِ، أَوْ مِنْ ثَمَنِ هٰذَا الْمَتَاعِ، فَقَوْلُهٗ: عَلَيَّ أَلْفٌ نَصٌّ فِيْ لِزُوْمِ الْأَلْفِ، إِلَّا أَنَّ اِحْتِمَالَ التَّفْسِيْرِ بَاقٍ، فَبِقَوْلِهٖ: مِنْ ثَمَنِ هٰذَا الْعَبْدِ، أَوْ مِنْ ثَمَنِ هٰذَا الْمَتَاعِ بَيَّنَ الْمُرَادَ بِهٖ، فَيَتَرَجَّحُ الْمُفَسَّرُ عَلَى النَّصِّ، حَتّٰى لَا يَلْزَمُهُ الْمَالُ إِلَّا عِنْدَ قَبْضِ الْعَبْدِ أَوِ الْمَتَاعِ. وَقَوْلُهٗ: لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ ظَاهِرٌ فِي الْإِقْرَارِ، نَصٌّ فِيْ نَقْدِ الْبَلَدِ، فَإِذَا قَالَ: مِنْ نَقْدِ بَلَدِ كَذَا يَتَرَجَّحُ الْمُفَسَّرُ عَلَى النَّصِّ، فَلَا يَلْزَمُهُ نَقْدُ الْبَلَدِ، بَلْ نَقْدُ بَلَدِ كَذَا، وَعَلٰى هٰذَا نَظَائِرُ.

ترجمہ: اور بہر حال مفسر، تو مفسر اسے کہتے ہیں جس کی مراد متکلم کی جانب سے بیان کے ساتھ ظاہر ہو اس طرح کہ اس میں تاویل اور تخصیص کا احتمال باقی نہ رہے جیسے ارشادِ خداوندی ہے: فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝۳۰ ”پس تمام فرشتوں نے اکٹھے سجدہ کیا“ تو ملائکہ کا اسم عموم میں ظاہر ہے (کیونکہ جمع ہے) مگر تخصیص کا احتمال باقی تھا تو كُلُّهُمْ کے لفظ سے تخصیص کا

---

[1] سورۃ الحجر، آیت: ۳۰

دروازہ بند ہوگیا پھر الگ الگ سجدہ کرنے کا احتمال باقی رہ گیا تو اَجْمَعُوْنَ ۝۳۰ کے لفظ سے تاویل کا دروازہ بند ہوگیا اور شرعی مسائل میں (اس کی مثال یہ ہے) کہ جب کسی شخص نے کہا: ”میں نے فلاں عورت سے اتنی رقم کے بدلے میں ایک ماہ کے لیے نکاح کیا“۔ تو اس کا قول کہ ”میں نے نکاح کیا، نکاح کے بارے میں ظاہر ہے لیکن متعہ کا احتمال باقی ہے تو اس کا قول ”ایک مہینہ“ نے مراد کی وضاحت کردی کہ اس سے متعہ مراد ہے تو ہم نے کہا یہ متعہ ہے اور نکاح نہیں۔ اور اگر کہا کہ فلاں شخص کے میرے ذمے ایک ہزار اس غلام کی قیمت سے ہیں یا اس سامان کی قیمت سے ہیں۔ تو اس کا قول ”میرے ذمہ ایک ہزار ہیں“ ایک ہزار کے لازم ہونے میں نص ہے مگر تفسیر کا احتمال باقی ہے تو اس کا یہ قول ”اس غلام کی قیمت سے“ یا ”اس سامان کی قیمت سے“ مراد کو واضح کررہا ہے۔ پس مفسر کو نص پر ترجیح ہوگی حتیٰ کہ اس وقت مال لازم ہوگا جب وہ غلام یا سامان پر قبضہ کرے۔ اور اس کا قول ”فلاں کے میرے ذمے“ شہرِ فلاں کے سکے سے ایک ہزار ہیں تو اس کا قول ”فلاں کے میرے ذمے“ اقرار کے بارے میں ظاہر ہے اور شہر کے سکے کے بارے میں نص ہے پس جب اس نے کہا: ”فلاں شہر کے سکے سے“ تو مفسر کو نص پر ترجیح ہوگی تو اس کے اپنے شہر کے سکے سے لازم نہیں ہوں گے بلکہ اس فلاں شہر کے سکے سے لازم ہوں گے۔

مُحْكَمْ

(42) وَأَمَّا الْمُحْكَمُ: فَهُوَ مَا ازْدَادَ قُوَّةً عَلَى الْمُفَسَّرِ، بِحَيْثُ لَا يَجُوْزُ خِلَافُهٗ أَصْلًا. مِثَالُهٗ فِي الْكِتَابِ: ﴿اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۝۲۳۱﴾ [1] وَ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا﴾ [2]. وَفِي الْحُكْمِيَّاتِ مَا قُلْنَا فِي الْإِقْرَارِ: أَنَّهٗ لِفُلَانٍ عَلَيَّ أَلْفٌ مِنْ ثَمَنِ هٰذَا الْعَبْدِ؛ فَإِنَّ هٰذَا اللَّفْظَ مُحْكَمٌ فِيْ لِزُوْمِهٖ بَدَلًا عَنْهُ، وَعَلٰى هٰذَا نَظَائِرُهٗ. وَحُكْمُ الْمُفَسَّرِ وَالْمُحْكَمِ لُزُوْمُ الْعَمَلِ بِهِمَا لَا مُحَالَةَ.

ترجمہ: اور محکم وہ ہے جس میں مفسر کے مقابلے میں قوت زیادہ ہو اس طرح کہ اس کے خلاف بالکل جائز نہ ہو اس کی مثال قرآنِ پاک میں اس طرح ہے: اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۝۲۳۱ ”اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے“ نیز اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا ”اور اللہ تعالیٰ لوگوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا“ اور شرعی مسائل میں جو ہم نے اقرار کے بارے میں کہا کہ فلاں کے میرے

---

[1] سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۳۱

[2] سورۃ یونس، آیت: ۴۴

ذمے اس غلام کی قیمت سے ایک ہزار درہم ہیں۔

یہ لفظ (کہ میرے ذمہ غلام کی قیمت سے ہزار درہم ہیں) محکم ہے اور اس طرح کی دیگر مثالیں ہیں۔ مفسر اور محکم کا حکم یہ ہے کہ ان دونوں پر عمل لازم ہوتا ہے۔

متقابلات کی دوسری چار اقسام

(۴۳) ثُمَّ لِهٰذِهِ الْأَرْبَعَةِ أَرْبَعَةٌ أُخْرٰى تُقَابِلُهَا. فَضِدُّ الظَّاهِرِ الْخَفِيُّ، وَضِدُّ النصِّ الْمُشْكِلُ، وَضِدُّ المفسَّرِ المجملُ، وَضِدُّ الْمُحْكَم الْمُتَشَابِهُ. فَالْخفيُّ مَا خَفِيَ الْمرادُ بِهٖ بِعَارِضٍ لا من حيثُ الصِّيغَةِ. مَثالُهٗ: فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿وَالسَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا﴾؛ ① فَإِنَّهٗ ظَاهِرٌ فِي حقّ السَّارِقِ، خَفِيٌّ فِي حَقِّ الطَّرَّارِ وَالنَّبَّاشِ. وَكَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ﴾ ② ظَاهِرٌ فِي حَقِّ الزَّانِي، خَفِيٌّ فِي حَقِّ اللُّوْطِيّ. وَلَوْ حَلَفَ لَا يَأْكُلُ فَاكِهَةً كَانَ ظَاهِرًا فِيْمَا يُتَفَكَّهُ بِهٖ خَفِيًّا فِي حَقِّ الْعِنَبِ وَالرُّمَّانِ. وَحُكْمُ الْخَفِيّ وُجُوْبُ الطَّلَبِ حَتّٰى يَزُوْلَ عَنْهُ الْخَفَآءُ.

ترجمہ: پھر ان چار کے مقابلے میں دوسری چار (اقسام) ہیں جو ان کے مقابل میں ہیں۔ پس ظاہر کی ضد خفی ہے، نص کی ضد متشابہ ہے۔ پس خفی وہ ہے جس کی مراد کسی عارض کی وجہ سے پوشیدہ ہو، صیغہ کے اعتبار سے نہیں۔

اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَالسَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا ”چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے ہاتھ کاٹ دو“ تو یہ سارق کے حق میں ظاہر اور جیب تراش اور کفن چور کے حق میں خفی ہے۔

اور اسی طرح ارشادِ خداوندی ہے: اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ ”زنا کار عورت اور زنا کرنے والے مرد (ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو)“۔ یہ زانی کے حق میں ظاہر ہے اور بدفعلی کرنے والے کے حق میں خفی ہے۔

اور اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ فاکھہ (پھل) نہیں کھائے گا تو جو چیز بطور پھل کھائی جاتی ہے۔ اس کے حق میں ظاہر ہے اور انگور اور انار کے حق میں خفی ہے اور خفی کا حکم یہ ہے (لفظ کے معانی کو) طلب کرنا واجب ہے حتیٰ کہ اس سے پوشیدگی دور ہو جائے۔

مشکل مجمل اور متشابہ

(۴۴) وَأَمَّا الْمُشْكِلُ فَهُوَ مَا ازْدَادَ خِفَآءً عَلَى الْخَفِيِّ، كَأَنَّهٗ بعد ما خَفِيَ عَلَى السَّامِعِ حَقِيْقَتُهٗ دَخَلَ فِيْ أَشْكَالِهٖ وَأَمْثَالِهٖ، حَتّٰى لَا يُنَالَ الْمُرَادُ إِلَّا بِالطَّلَبِ ثُمَّ بِالتَّأَمُّلِ، حَتّٰى يَتَمَيَّزَ عَنْ أَمْثَالِهٖ. وَنَظِيْرُهٗ فِي الْأَحْكَامِ: حَلَفَ لَا يَأْتَدِمُ، فَإِنَّهٗ ظَاهِرٌ فِي الْخِلِّ وَالدِّبْسِ، فَإِنَّمَا هُوَ مُشْكِلٌ فِي اللَّحْمِ وَالْبَيْضِ وَالْجُبْنِ، حَتّٰى يُطْلَبَ فِيْ مَعْنَى الْاِئْتِدَامِ، ثُمَّ يَتَأَمَّلُ أَنَّ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى هَل يُوْجَدُ فِي اللَّحْمِ وَالْبَيْضِ وَالْجُبْنِ أَمْ لَا. ثُمَّ فَوْقَ الْمُشْكِلِ الْمُجْمَلُ، وَهُوَ مَا احْتَمَلَ وُجُوْهًا، فَصَارَ بِحَالٍ لَا يُوْقَفُ عَلَى الْمُرَادِ بِهٖ إِلَّا ببيانٍ من قِبَلِ الْمُتَكَلِّمِ. وَنَظِيْرُهٗ فِي الشّرعياتِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾؛ ① فَإِنَّ الْمَفْهُوْمَ من الرِّبوا هُوَ الزِّيادةُ الْمُطْلَقَةُ، وَهِيَ غَيْرُ مرادةٍ، بَلِ الْمُرَادِ الزِّيَادَةُ الْخَالِيَةُ عن العِوَضِ فِي بيعِ الْمُقَدَّراتِ الْمُتَجَانِسَةِ، وَاللَّفْظُ لَا دَلَالَةَ لَهُ عَلٰى هٰذَا، فلا ينالُ المرادُ بِالتَّأَمُّلِ. ثُمَّ فَوْقَ الْمُجْمَلِ فِي الخِفاءِ الْمُتَشَابِهُ. مثالُ المتشابِهِ الحروفُ الْمُقَطَّعاتُ فِي أَوائِلِ السُّوَرِ. وَحُكْمُ الْمُجْمَلِ وَالْمُتَشَابِهِ: اِعْتِقَادُ حَقِيَّةِ الْمُرَادِ بِهٖ حَتّٰى يَأْتِيَ الْبَيَانُ.

ترجمہ: اور مشکل وہ ہے جس میں خفی سے زیادہ خفاء (پوشیدگی) ہو گویا کہ سننے والے پر اس کی حقیقت پوشیدہ ہونے کے بعد وہ اپنے ہم شکل اور ہم مثل افراد میں داخل ہو گیا حتیٰ کہ اس کی مراد طلب پھر تامل (غور و فکر) کے بغیر حاصل نہیں ہوتی تا کہ وہ اپنے ہم مثل (افراد) سے ممتاز ہو جائے۔ اور احکام میں اس کی مثال اس طرح ہے کہ کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ سالن نہیں کھائے گا تو سرکے اور کھجوروں کے بارے میں ظاہر ہے لیکن وہ گوشت انڈے اور پنیر کے بارے میں مشکل ہے۔ حتیٰ کہ اِئْتِدَامِ (سالن) کا معنی تلاش کیا جائے پھر غور کیا جائے کہ کیا یہ معنی گوشت، انڈے اور پنیر میں پایا جاتا ہے یا نہیں۔ پھر مشکل سے اُوپر مجمل ہے اور مجمل وہ ہے جس میں کئی معانی کا احتمال ہو اور وہ اس حالت میں ہو جائے کہ اس کی مراد متکلم کے بیان کے بغیر معلوم نہ ہو سکے اور شرعی احکام میں اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے: وَحَرَّمَ الرِّبٰوا

---

① سورۃ البقرۃ، آیت: ۲۷۵

’’اور (اللہ تعالیٰ نے) سود کو حرام قرار دیا‘‘ الرِّبٰوا (سود) کا معنی مطلق اضافہ ہے (یہاں) وہ مراد نہیں بلکہ ایسا اضافہ مراد ہے جو قدری ہم جنس اشیاء کی خرید وفروخت میں عوض سے خالی ہو۔ اور لفظ (الرِّبٰوا) کی اس پر دلالت نہیں لہٰذا غور وفکر سے مراد کو پایا نہیں جا سکتا۔

پھر خفاء (پوشیدگی) میں مجمل سے بڑھ کر متشابہ ہے اس کی مثال بعض سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات ہیں۔ مجمل اور متشابہ کا حکم یہ ہے کہ ان کے حق ہونے کا عقیدہ رکھا جائے حتیٰ کہ بیان آجائے۔

الفاظ کے حقیقی معنی کو کب ترک کیا جاتا ہے

㊺ فَصْلٌ: فِيمَا يُتْرَكُ بِهٖ حقائقُ الْأَلْفَاظِ وَمَا يَتْرُكُ بِهٖ حَقِيْقَةُ اللَّفْظِ خَمْسَةُ أَنْوَاعٍ: أَحَدُهَا: دَلَالَةُ الْعُرْفِ؛ وَذٰلِكَ لِأَنَّ ثبوتَ الْأَحْكَامِ بِالْأَلْفَاظِ إِنَّمَا كَانَ لِدِلَالَةِ اللَّفْظِ عَلَى الْمَعْنٰى لِلْمُتَكَلِّمِ. فَإِذَا كَانَ المعنٰى مُتَعَارَفًا بَيْنَ النَّاسِ، كَانَ ذٰلِكَ الْمَعْنٰى الْمُتَعَارَفُ دَلِيْلًا عَلٰى أَنَّهٗ هُوَ الْمُرَادُ بِهٖ ظَاهِرًا. فَيَتَرَتَّبُ عَلَيْهِ الْحُكْمُ. مِثَالُهٗ لَوْ حَلَفَ لَا يَشْتَرِيْ رَأْسًا فَهُوَ عَلٰى مَا تَعَارَفَهُ النَّاسُ. فَلَا يَحْنَثُ بِرَأْسِ الْعُصْفُوْرِ وَالْحَمَامَةِ.

وَكَذٰلِكَ لَوْ حَلَفَ لَا يَأْكُلُ بَيْضًا كَانَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُتَعَارِفِ. فَلَا يَحْنَثُ بِتَنَاوُلِ بَيْضِ الْعُصْفُوْرِ والحمَامَةِ. وَبِهٰذَا ظَهَرَ أَنَّ بِتَرْكِ الْحَقِيْقَةِ لَا يُوْجَبُ الْمَصِيْرُ إِلَى الْمَجَازِ. بَلْ جَازَ أَنْ يَّثْبُتَ بِهِ الْحَقِيْقَةُ الْقَاصِرَةُ. وَمِثَالُهٗ تَقْيِيْدُ الْعَامِّ بِالْبَعْضِ. وَكَذٰلِكَ لَوْ نَذَرَ حَجًّا أَوْ مَشْيًا إِلٰى بَيْتِ اللهِ تَعَالٰى، أَوْ أَنْ يَّضْرِبَ بِثَوْبِهٖ حَطِيْمَ الْكَعْبَةِ. يَلْزَمُهُ الْحَجُّ بِأَفْعَالٍ مَعْلُوْمَةٍ؛ لِوُجُوْدِ الْعُرْفِ.

ترجمہ: یہ فصل ان اُمور کے بارے میں ہے جن کی وجہ سے الفاظ کے حقیقی معنی کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور جن باتوں کی وجہ سے لفظ کا حقیقی معنی چھوڑ دیا جاتا ہے وہ پانچ قسم کے ہیں ان میں سے ایک دلالت عرف ہے کیونکہ الفاظ سے احکام کا ثبوت اس لیے ہوتا ہے کہ لفظ کی اس معنی پر دلالت پائی جاتی ہے جو متکلم کی مراد ہوتا ہے تو جب معنی لوگوں کے درمیان متعارف اور مشہور ہو تو یہ متعارف معنی اس بات پر دلیل ہوگی (متکلم کی) مراد بھی یہی ہے اور یہ ظاہر ہے لہٰذا اس پر حکم مرتب ہوگا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ (جانور کا) سر نہیں خریدے گا تو

اس سے وہی سر مراد ہوگا جو لوگوں کے ہاں معروف ہے (اور ان کا عرف ہے) لہٰذا چڑیا اور کبوتر کا سر خریدنے سے حانث نہیں ہوگا اور اسی طرح اگر اس نے قسم کھائی کہ وہ انڈا نہیں کھائے گا تو اس سے بھی وہی مراد ہوگا جو عرف میں مراد ہوتا ہے لہٰذا چڑیا اور کبوتر کا انڈہ کھانے سے حانث نہیں ہوگا۔ اور اس سے ظاہر ہوا کہ حقیقی معنی کو ترک کرنے سے مجاز کی طرف جانا واجب نہیں ہوتا بلکہ جائز ہے کہ حقیقت قاصرہ مراد ہو۔ اس کی مثال عام کو بعض (افراد) کے ساتھ مقید کرنا ہے اور اسی طرح اگر کسی شخص نے حج یا بیت اللہ شریف کی طرف پیدل جانے کی نذر مانی یا یہ نذر مانی کہ وہ اپنا کپڑا حطیم کعبہ کے ساتھ مارے گا تو اس پر معلوم افعال کے ساتھ حج واجب ہوجائے گا کیونکہ عرف پایا گیا۔

نفس کلام کی دلالت

㊻ وَالثَّانِيْ قَدْ تُتْرَكُ الْحَقِيْقَةُ بِدَلَالَةٍ فِيْ نَفْسِ الْكَلَامِ. مِثَالُهٗ إِذَا قَالَ: كُلُّ مَمْلُوْكٍ لِيْ فَهُوَ حُرٌّ لَمْ يُعْتَقْ مُكَاتَبُوْهُ، وَلَا مَنْ أُعْتِقَ بَعْضُهٗ، إِلَّا إِذَا نَوٰى دُخُوْلَهُمْ؛ لِأَنَّ لفظَ الْمَمْلُوْكِ مُطْلَقٌ يَتَنَاوَلُ الْمَمْلُوْكَ من كُلِّ وَجْهٍ، وَالْمُكَاتَبُ لَيْسَ بِمَمْلُوْكٍ مِنْ كُلِّ وَجْهٍ، وَلِهٰذَا لَمْ يَجُزْ تَصَرُّفُهٗ فِيْهِ، وَلَا يَحِلُّ لَهٗ وَطْءُ الْمُكَاتَبَةِ. وَلَوْ تَزَوَّجَ الْمُكَاتُبُ بِنْتَ مَوْلَاهُ، ثُمَّ مَاتَ الْمَوْلٰى، وَوَرِثَتْهُ الْبِنْتُ، لَمْ يَفْسُدِ النِّكَاحُ. وَإِذَا لَمْ يَكُنْ مَمْلُوكًا مِنْ كُلِّ وَجْهٍ لَا يَدْخل تحت لفظِ الْمَمْلُوْكِ الْمطلقِ. وَهٰذَا بِخلافِ الْمدبَّرِ وَأُمِّ الْوَلَدِ؛ فَإِنَّ الْملكَ فيهما كاملٌ، ولذا حَلَّ وطءُ الْمدبَّرَةِ وَأُمِّ الولدِ. وَإِنَّمَا النقصانُ فِي الرِّقِّ من حَيْثُ أَنَّهٗ يَزولُ بالموتِ لا محالةَ. وعلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا أَعْتَقَ المكاتَبُ عَن كفّارةٍ يمينه أو ظهارِهٖ جاز. ولَا يجوزُ فيهما إِعْتاقُ المدبَّرِ وَأُمِّ الولدِ؛ لِأَنَّ الْوَاجِبَ هُوَ التحرِيرُ، وَهُوَ إِثباتُ الْحُرِّيَةِ بِإِزَالَةِ الرِّقِّ. فَإِذَا كَانَ الرِّقُ فِي الْمكاتبِ كاملًا كان تحريرُهٗ تحريرًا من جميعِ الوُجوهِ. وفي المدبَّرِ وأمِّ الْوَلَدِ لَمَا كَانَ الرِّقُّ نَاقِصًا لَا يَكُوْن التحريرُ تَحْرِيْرًا مِنْ كُلِّ الْوُجُوْهِ.

ترجمہ: اور دوسری صورت یہ کہ بعض اوقات نفس کلام کی دلالت کی وجہ سے حقیقت کو ترک کیا جاتا ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے کہا: ’’میرے تمام غلام آزاد ہیں‘‘ تو

مکاتب اور جس غلام کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہے، آزاد نہیں ہوں گے مگر یہ کہ ان کو داخل کرنے کی نیت کرے کیونکہ لفظ ''مملوک'' مطلق ہے جو ہر اس غلام کو شامل ہے جو ہر اعتبار سے غلام ہے اور مکاتب ہر اعتبار سے غلام نہیں ہے۔

اسی لیے وہ اس (مکاتب) میں تصرف نہیں کر سکتا اور وہ مکاتبہ لونڈی سے وطی بھی نہیں کر سکتا اور اگر مکاتب اپنے مولیٰ کی بیٹی سے نکاح کرے پھر مولیٰ فوت ہو جائے اور اس کی بیٹی اس (مکاتب) کی وارث ہو جائے تو نکاح فاسد نہیں ہوگا۔ تو جب مکاتب ہر اعتبار سے غلام نہیں تو مطلق مملوک کے تحت داخل نہیں ہوگا اور یہ مدبر اور ام ولد کے خلاف ہے کیونکہ ان میں مِلک کامل ہے اسی لیے مدبرہ اور ام ولد سے وطی جائز ہے اور غلامی میں نقصان اس اعتبار سے ہے کہ وہ مولیٰ کی موت کے ساتھ زائل ہو جاتی ہے اسی بنیاد پر ہم نے کہا کہ جب مولیٰ نے اپنی قسم یا ظہار کے کفارہ میں مکاتب کو آزاد کیا تو جائز ہے لیکن ان کفاروں میں مدبر اور ام ولد کو آزاد کرنا جائز نہیں کیونکہ واجب آزاد کرنا ہے اور وہ اس آزادی کو ثابت کرتا ہے جو غلامی کو زائل

تَعَالٰی: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ﴾ ① عَقِيْبَ قَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ﴾ ② يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ ذِكْرَ الْأَصْنَافِ لِقَطْعِ طَمْعِهِمْ عَنِ الصَّدَقَاتِ بِبَيَانِ الْمَصَارِفِ لَهَا. فَلَا يَتَوَقَّفُ الْخُرُوْجُ عَنِ الْعُهْدَةِ عَلَى الْأَدَآءِ إِلَى الْكُلِّ.

ترجمہ: اور تیسری وجہ یہ کہ بعض اوقات سیاق کلام کی وجہ سے حقیقت پر عمل کو ترک کیا جاتا ہے۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے السیر الکبیر میں فرمایا جب مسلمان نے حربی کافر سے کہا (قلعہ سے) اُترو تو اسے امن حاصل ہوگا اور اگر کہا: ''اترو اگر تم مرد ہو'' وہ اُترا تو اسے امن نہیں ہوگا اور اگر حربی کافر نے کہا: ''مجھے امن دو مجھے امن دو''، مسلمان نے جواب میں کہا: ''امن ہے، امن ہے'' تو اسے امن حاصل ہوگا۔ اور اگر اس نے کہا: ''تجھے امن ہے'' عنقریب تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کل تیرے ساتھ کیا ہوگا جلدی نہ کر حتیٰ کہ دیکھ لے تو اسے امن حاصل نہیں ہوگا۔ اور اگر کسی شخص نے دوسرے آدمی سے کہا: ''میرے لیے لونڈی خریدو تاکہ وہ میری خدمت کرے'' اس نے اندھی اور اپاہج لونڈی خریدی تو یہ جائز نہیں اور اگر کہا کہ میرے لیے

اس نے اس شخص کی رضاعی بہن خریدی تو وہ موکل کی

لیے لائق نہیں۔

اس کی مثال شافعی حضرات کا یہ قول ہے کہ بیوی اور خاوند میں سے کوئی ایک جب نکاح کے بعد اسلام قبول کرے اور دین میں اختلاف نکاح پر طاری ہو تو وہ نکاح کو فاسد کر دے گا جس طرح ان میں سے کسی ایک کے مرتد ہو جانے سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے تو انہوں نے اسلام کو زوال مِلک کی علت قرار دیا۔

ہم کہتے ہیں اسلام کی پہچان مِلک کی حفاظت کے لیے ہے پس وہ مِلک کے زوال میں موثر نہیں ہوگا۔ اور اسی طرح آزاد عورت سے نکاح کا مسئلہ ہے کہ وہ آزاد عورت سے نکاح پر قادر ہے لہٰذا اس کے لیے لونڈی سے نکاح جائز نہیں جس طرح اگر اس کے نکاح میں آزاد عورت ہو (تو لونڈی سے نکاح جائز نہیں) ہم کہتے ہیں کہ آزاد اور قادر ہونے کا وصف نکاح کے جواز کا تقاضا کرتا ہے بس وہ عدم جواز میں موثر نہیں ہوگا۔

نقص اور معارضہ

(۱۵۹) وَأَمَّا النَّقْضُ فَمِثْلُ مَا يُقَالُ: الْوُضُوْءِ طَهَارَةٌ فَيُشْتَرَطُ لَهُ النِّيَّةُ كَالتَّيَمَّمِ. قُلْنَا: يَنْتَقِضُ بِغَسْلِ الثَّوْبِ وَالْإِنَاءِ. وَأَمَّا الْمُعَارَضَةُ فَمِثْلُ مَا يُقَالُ: لمسحُ رُكنٌ فِي الْوُضُوْءِ فَلْيُسَنَّ تَثْلِيْثُهٗ كَالْغَسْلِ. قُلْنَا: اَلْمسحُ رُكْنٌ فَلَا يُسَنُّ ثْلِيْثُهٗ كَمَسْحِ الْخُفِّ وَالتَّيَمُّمِ.

ترجمہ: اور نقص کی مثال جو کہا جاتا ہے کہ وضو طہارت ہے پس اس کے لیے نیت شرط ہو ا جس طرح تیمم کے لیے (شرط ہے)۔

ہم کہتے ہیں آپ کا یہ استدلال کپڑے اور برتن کو دھونے کی صورت میں ٹوٹ جاتا ہے۔

اور معارضہ کی مثال جو کہا جاتا ہے کہ مسح وضو میں رُکن ہے پس تین مرتبہ مسح کرنا سنت س طرح تین مرتبہ دھونا سنت ہے۔

ہم کہتے ہیں مسح رکن ہے پس اس کی تثلیث (تین بار مسح کرنا) سنت نہیں جس طرح ل اور تیمم کا حکم ہے۔

سوالات

قیاس پر وارد ہونے والے اعتراضات کتنے اور کون کون سے ہیں۔

ممانعت کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ ذکر کریں اور اس کی دو قسمیں مع امثلہ بیان کریں۔

القول بموجب العلة کی وضاحت مع مثال ذکر کریں۔

قلب کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ بتائیں اور اس کی دو قسموں کا مع امثلہ وضاحت کریں۔

عکس کسے کہتے ہیں احناف نے استعمال کے زیورات پر زکوٰۃ کی فرضیت کو کس طرح ثابت کیا۔

نقض کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ بتائیں اور اس سلسلے میں وضو میں نیت کی شرط کا جواب احناف نے کس طرح دیا ہے۔

معارضہ کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ بیان کیجیے۔ سر کے مسح کی تثلیث کا جواب احناف کی طرف سے کس طرح دیا گیا۔

* * *

جن اُمور کے ساتھ حکم کا تعلق ہوتا ہے سبب، علت اور شرط

سبب، علت، شرط اور تفریع مسائل

(۱۵۹) فَصْلٌ: الحكمُ يَتَعَلَّقُ بِسَبَبِهِ. وَيَثْبُتُ بِعِلَّتِهِ. وَيُوجَدُ عِنْدَ شَرْطِهِ. فَالسَّبَبُ مَا يَكُوْنُ طَرِيقًا إِلَى الشَّيْءِ بِوَاسِطَةٍ كَالطَّرِيقِ؛ فَإِنَّهُ سَبَبٌ لِلْوُصُوْلِ إِلَى الْمَقْصِدِ بِوَاسِطَةِ الْمَشْيِ. وَالْحَبْلُ سَبَبٌ لِلْوُصُوْلِ إِلَى الْمَاءِ بِالْاَدْلَاءِ. فَعَلَى هٰذَا: كُلُّ مَا كَانَ طَرِيقًا إِلَى الْحُكْمِ بِوَاسِطَةٍ يُسَمّٰى سَبَبًا لَهُ شَرْعًا. وَيُسَمّٰى الواسطةُ عِلَّةً. مِثَالُهُ: فَتْحُ بَابِ الْإِصْطَبْلِ. وَالْقَفَصِ. وَحَلُّ قَيْدِ الْعَبْدِ؛ فَإِنَّهُ سَبَبٌ لِلتَّلَفِ بِوَاسَطَةٍ تُوْجَدُ مِنَ الدَّابَّةِ وَالطَّيْرِ وَالْعَبْدِ. وَالسببُ مَعَ الْعِلَّةِ إِذَا اجْتَمَعَا يُضَافُ الحكمُ إِلَى العلةِ دُوْنَ السَّبَبِ. إِلَّا إِذَا تَعَذَّرَتِ الْإِضَافَةُ إِلَى الْعِلَّةِ فَيُضَافُ إِلَى السَّبَبِ حِيْنَئِذٍ.

ترجمہ: فصل: (شرعی) حکم اپنے سبب سے متعلق ہوتا ہے، اپنی علت سے ثابت ہوتا ہے اور جب اس کی شرط پائی جائے تو وہ وجود میں آتا ہے پس سبب وہ ہوتا ہے جو کسی چیز کی طرف کسی واسطہ کے ساتھ راستہ ہو۔ جیسے راستہ چلنے کے واسطہ سے مقصد تک پہنچنے کا سبب ہے اور رسی ڈول نکالنے کے واسطے سے پانی تک پہنچنے کا سبب ہے۔

پس اس بنیاد پر وہ چیز جو کسی واسطہ کے ساتھ حکم تک پہنچانے کا راستہ ہو اسے شرعی طور پر ''سبب'' کہتے ہیں اور اس واسطہ کو ''علت'' کہا جاتا ہے۔

اس کی مثال اصطبل اور پنجرے کا دروازہ کھولنا اور اسی طرح غلام کی ہتھکڑی کھولنا ہے۔ تو یہ (دروازہ وغیرہ کھولنا) کسی چیز کے ضائع ہونے کا سبب ہے لیکن اس میں جانور، پرندہ اور غلام واسطہ ہیں۔ اور سبب اور علت جب اکٹھے ہوں تو حکم کی اضافت علت کی طرف ہوتی ہے سبب کی طرف نہیں ہوتی البتہ جب علت کی طرف اضافت متعذر (مشکل) ہو تو اس وقت سبب کی طرف ہوتی ہے۔

(۱۶۰) وَعَلَى هٰذَا قَالَ أَصْحَابُنَا: إِذَا دَفَعَ السِّكِّيْنَ إِلَى صَبِيٍّ فَقَتَلَ بِهِ نَفْسَهُ. لَا يَضْمَنُ. وَلَوْ سَقَطَ من يَدِ الصَّبِيِّ فَجَرَحَهُ يَضْمَنُ. وَلَوْ حَمَلَ الصَّبِيَّ عَلٰى دَابَّةٍ

الت يَمْنَةً وَيَسْرَةً

رقه، أَوْ عَلٰى نَفْسِهِ فَقَتَلَهُ، أَوْ عَلٰى قَافِلَةٍ فَقَطَعَ عَلَيْهِمُ الطَّرِيقَ لَا يَجِبُ عَلَى الدَّالِّ. وَهٰذَا بِخِلَافِ الْمُوْدَعِ إِذَا دَلَّ السَّارِقَ عَلَى الْوَدِيعَةِ. فَسَرَقَهَا الْمُحْرِمُ غَيْرَهُ عَلٰى صَيْدِ الْحَرَمِ فَقَتَلَهُ، لِأَنَّ وُجُوْبَ الضَّمَانِ عَلَى الْمُوْدَعِ تَرْكِ الْحِفْظِ الْوَاجِبِ عَلَيْهِ لَا بِالدَّلَالَةِ. وَعَلَى الْمُحْرِمِ بِاعْتِبَارِ أَنَّ مَحْظُوْرُ إِحْرَامِهِ بِمَنْزِلَةِ مَسِّ الطِّيْبِ وَلُبْسِ الْمَخِيْطِ فَيَضْمَنُ بِارْتِكَابِ لَا بِالدَّلَالَةِ. إِلَّا أَنَّ الْجِنَايَةَ إِنَّمَا تَتَقَرَّرُ بِحَقِيْقَةِ الْقَتْلِ. فَأَمَّا قَبْلَهُ فَلَا لِجَوَازِ ارْتِفَاعِ أَثَرِ الْجِنَايَةِ بِمَنْزِلَةِ الْاِنْدِمَالِ فِي بَابِ الْجِرَاحَةِ.

ترجمہ: اور اسی بنیاد پر ہمارے اصحاب (احناف رحمہم اللہ) نے فرمایا کہ جب کوئی شخص بچے کی طرف چھری اُٹھائے (یعنی اسے دے) اور وہ بچہ اپنے آپ کو قتل کردے تو یہ شخص نہیں ہوگا۔

اور اگر وہ چھری بچے کے ہاتھ سے گر جائے اور وہ زخمی ہو جائے تو یہ شخص ضامن ہوگا۔

اور اگر کسی بچے کو جانور پر سوار کیا اور اس جانور کو چلا دیا وہ دائیں بائیں جھلکتا رہا اور گر کر مر گیا شخص ضامن نہیں ہوگا اور کسی شخص نے دوسرے آدمی کو غیر کے مال کی راہنمائی کی اور اس مال چوری کرلیا تاکہ کسی شخص (دشمن وغیرہ) کے بارے میں بتایا اور اس نے اسے قتل کر دیا یا فلے کے بارے میں بتایا اور س نے ان پر ڈاکہ ڈال دیا تو بتانے والے پر ضمان نہیں ہوگی۔ خلاف اس شخص کے جس کے پاس امانت رکھی گئی جب چور کو اس مال امانت کے بارے ئے اور وہ اسے چوری کرے یا محرم کسی دوسرے شخص کو حرم شریف کے شکار کی طرف کرے اور وہ اس کا شکار کرے تو بتانے والے پر ضمان ہوگی کیونکہ امانت دار پر ضمان کا س لیے ہے کہ اس پر خود حفاظت واجب تھی دوسرے کو بتانے کے ذریعے اس (حفاظت) ک کردیا، محض دوسرے کو بتانے سے ضمان لازم نہیں ہوتی اور محرم پر اس لیے ضمان لازم ہوئی احرام کی حالت میں شکار کے بارے میں بتانا اس پر حرام تھا جس طرح خوشبو لگانا اور سلے پہننا حرام ہے۔

س حرام کام کے لیے ارتکاب کی وجہ سے ضمان واجب ہوئی محض بتانے کی وجہ

سے نہیں۔ البتہ اس کا جرم قتل کی وجہ سے پکا ہوگا اس سے پہلے اس کے لیے کوئی حکم نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے جرم کا اثر ختم ہو جائے یہ اسی طرح ہے جیسے کسی کا زخم ٹھیک ہو جائے۔

جب سبب، علت کے معنیٰ میں ہو

(۱۶۱) وَقَدْ يَكُوْنُ السَّبَبُ بِمَعْنَى الْعِلَّةِ. فَيُضَافُ الْحُكْمُ إِلَيْهِ. وَمِثَالُهُ: فِيمَا يَثْبُتُ الْعِلَّةُ بِالسَّبَبِ. فَيَكُوْنُ السَّبَبُ فِي مَعْنَى الْعِلَّةِ؛ لِأَنَّهُ لَمَّا ثَبَتَ الْعِلَّةُ بِالسَّبَبِ فَيَكُوْنُ السَّبَبُ فِي مَعْنَى عِلَّةِ الْعِلَّةِ. فَيُضَافُ الْحُكْمُ إِلَيْهِ. وَلِهٰذَا قُلْنَا: إِذَا سَاقَ دَابَّةً فَأَتْلَفَ شَيْئًا ضَمِنَ السَّائِقُ وَالشَّاهِدُ إِذَا أَتْلَفَ بِشِهَادَتِهٖ مَالًا فَظَهَرَ بُطْلَانُهَا بِالرُّجُوْعِ ضَمِنَ؛ لِأَنَّ سَيْرَ الدَّابَّةِ يُضَافُ إِلَى السَّوْقِ. وَقَضَاءُ الْقَاضِيْ يُضَافُ إِلَى الشَّهَادَةِ؛ لِمَا أَنَّهُ لَا يَسَعُهُ تَرْكُ الْقَضَاءِ بَعْدَ ظُهُوْرِ الْحَقِّ بِشَهَادَةِ الْعَدْلِ عِنْدَهُ، فَصَارَ كَالْمَجْبُوْرِ فِي ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْبَهِيْمَةِ بِفِعْلِ السَّائِقِ.

ترجمہ: اور کبھی سبب، علت کے معنیٰ میں ہوتا ہے پس حکم اس (سبب) کی طرف مضاف ہوتا ہے اور اسی لیے ہم نے کہا کہ جب کسی جانور کو ہنکایا (آگے چلایا) اور اس نے کوئی چیز ضائع کر دی تو وہ چلانے والا ضامن ہوگا۔

اور جب کسی گواہ کی گواہی سے کسی کا مال ضائع ہوا پھر اس گواہ کے رجوع کرنے سے اس کا باطل ہونا ظاہر ہو تو وہ گواہ ضامن ہوگا۔ کیونکہ (پہلی صورت میں) جانور کا چلنا، چلانے کی طرف مضاف ہوتا ہے اور (دوسری صورت میں) قاضی کا فیصلہ گواہی کی طرف مضاف ہوتا ہے کیونکہ جب اس کے پاس عادل (گواہ) گواہی دے تو اس کی گواہی سے حق ظاہر ہونے کے بعد اس کے لیے فیصلہ نہ کرنے کی گنجائش نہیں ہوتی کیونکہ وہ اس سلسلے میں مجبور شخص کی طرح ہے جس طرح جانور، چلانے والے کے فعل سے مجبور ہو گیا۔

جب سبب، علت کے قائم مقام ہو

(۱۶۲) ثُمَّ السببُ قَدْ يُقَامُ مَقَامَ الْعِلَّةِ عِنْدَ تعذُّرِ الْاِطِّلَاعِ عَلٰى حَقِيْقَةِ الْعِلَّةِ تَيْسِيْرًا لِلْأَمْرِ عَلَى الْمُكَلَّفِ، وَيَسْقُطُ بِهٖ اِعْتِبَارُ الْعِلَّةِ، وَيُدَارُ الْحُكْمُ عَلَى السَّبَب. ومِثَالُهُ فِي الشَّرْعِيَّاتِ: النَّوْمُ الكاملُ؛ فَإِنَّهُ لَمَّا أُقِيْمَ مَقَامَ الْحَدَثِ، اعتبار حَقِيْقَةِ الْحَدَثِ وَيُدَارُ الْاِنْتِقَاضُ عَلٰى كَمَالِ النَّوْمِ. وَكَذٰلِكَ الصحيحة لَمَّا أُقِيْمَتْ مقامَ الْوَطْءِ سَقَطَ اعتبارُ حَقِيْقَةِ الْوَطْءِ. فَيُدَارُ على صِحَّةِ الْخَلْوَةِ فِي حَقِّ كَمَالِ المهرِ وَلُزُوْمِ الْعِدَّةِ. وَكَذٰلِكَ السَّفَرُ لَمَّا مقامَ الْمَشَقَّةِ فِي حَقِّ الرُّخْصَةِ سَقَطَ اعْتِبَارُ حَقِيْقَةِ الْمَشَقَّةِ، وَيُدَارُ على نَفْسِ السَّفَرِ، حَتّٰى أَنَّ السُّلْطَانَ لَوْ طَافَ فِي أَطْرَافِ مَمْلَكَتِهٖ يَقْصِدُ تبار السَّفَرِ، كَانَ لَهُ الرُّخْصَةُ فِي الْإِفْطَارِ وَالْقَصْرِ.

ترجمہ: پھر بعض اوقات سبب علت کے قائم مقام ہوتا ہے جب علت سے آگاہی مشکل لف کے لیے معاملہ آسان ہو جائے اور اس وقت علت کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہے اور حکم طرف پھیر دیا جاتا ہے۔

رعی مسائل میں اس کی مثال کامل نیند ہے کہ اس میں حقیقت حدث کا اعتبار ساقط ہو جاتا حدث کے قائم مقام ہو جاتی ہے اور وضو کے ٹوٹنے کا دارومدار کامل نیند پر ہوتا ہے۔

ی طرح جب خلوت صحیحہ وطی کے قائم مقام ہو جائے تو حقیقت وطی کا اعتبار ساقط ہو گیا مہر اور عدت کے حق میں حکم کا دارومدار خلوت صحیحہ پر ہوگا۔

اور اس طرح جب سفر رخصت کے حق میں مشقت کے قائم مقام ہو گیا تو حکم (قصر وغیرہ کا ر لگے گا حتیٰ کہ اگر بادشاہ اپنی مملکت کے تمام اطراف میں چکر لگائے اور مقصود سفر ہو تو چھوڑنے اور قصر کی رخصت حاصل ہوگی۔

کو سبب قرار دینا

وَقَدْ يُسَمّٰى غَيْرُ السَّبَبِ سَبَبًا مَجَازًا كَالْيَمِيْنِ يُسَمّٰى سَبَبًا لِلْكَفَّارَةِ، سَتْ بِسَبَبٍ فِي الْحَقِيْقَةِ، فَإِنَّ السببَ لَا يُنَافِي وُجُوْدَ الْمُسَبَّبِ، يُنَافِي وُجُوْبَ الْكَفَّارَةِ، فَإِنَّ الْكَفَّارَةَ إِنَّمَا تَجِبُ بِالْحِنْثِ وَبِهٖ يَنْتَهِي وَكَذٰلِكَ تَعْلِيْقُ الْحُكْمِ بِالشَّرْطِ كَالطَّلَاقِ وَالْعِتَاقِ يُسَمّٰى سَبَبًا أَنَّهُ لَيْسَ بِسَبَبٍ فِي الحقيقة؛ لِأَنَّ الْحُكْمَ إِنَّمَا يَثْبُتُ عِنْدَ الشَّرْطِ، يَنْتَهِي بِوُجُوْدِ الشَّرْطِ، فَلَا يَكُوْنُ سَبَبًا مَعَ وُجُوْدِ التَّنَافِي بَيْنَهُمَا.

: اور بعض اوقات غیر سبب کو مجازی طور پر سبب قرار دیا جاتا ہے جس طرح قسم کو

ہ کا سبب کہا جاتا ہے حالانکہ حقیقت میں وہ سبب نہیں کیونکہ سبب، مسبب کے وجود کے ے نہیں اور قسم کفارہ کے وجود کے منافی ہے اس لیے کہ کفارہ قسم توڑنے پر واجب ہوتا ہے اور وقت قسم ختم ہوجاتی ہے۔

اور اسی طرح حکم کو شرط کے ساتھ معلق کرنا جس طرح طلاق اور عتاق (آزاد کرنا) کو مجازی ر پر سبب قرار دیا جاتا ہے اور وہ حقیقت میں سبب نہیں کیونکہ حکم اس وقت ثابت ہوتا ہے جب رط پائی جائے اور اس وقت تعلیق (مشروط کرنا) ختم ہوجاتی ہے پس وہ سبب نہیں ہوگی کیونکہ ان ونوں (تعلیق اور حکم) کے درمیان تنافی ہے (یعنی ایک دوسرے کی نفی کرتے ہیں۔

حکام شرعیہ اور ان کے اسباب

(۱۶۴) فَصْلٌ: اَلْأَحْكَامُ الشَّرْعِيَةُ تَتَعَلَّقُ بِأَسْبَابِهَا، وَذٰلِكَ لِأَنَّ الْوُجُوْبَ غَيْبٌ عَنّا فَلَا بُدَّ مِن عَلَامَةٍ يَعْرِفُ الْعبدُ بِهَا وجُوبَ الحُكْمِ، وَبِهٰذَا الاِعْتِبَارِ أُضِيْفَ الأحكامُ إِلَى الْأَسْبَابِ. فَسَبَبُ وُجُوْبِ الصَّلَاةِ الوقتُ بِدَلِيْلِ أَنّ الخِطَابَ بِأَدَاءِ الصَّلَاةِ لَا يَتَوَجَّهُ قَبْلَ دُخولِ الْوَقْتِ، وَإِنَّمَا يَتَوَجَّهُ بَعْدَ دُخُوْلِ الوقتِ. وَالْخِطَابُ مُثْبِتٌ لِوُجُوْبِ الْأَدَآءِ وَمُعَرِّفٌ لِلْعَبْدِ سَبَبَ الوُجُوْبِ قَبْلَهٗ. وَهٰذَا كَقَوْلِنَا: أَدِّ ثمنَ الْمبيع، وَأَدِّ نَفَقَةَ الْمَنْكُوْحَةِ، وَلَا مَوْجُوْدَ يُعَرِّفُهُ الْعَبْدَ هٰهُنَا إِلَّا دَخُوْلُ الْوَقْتِ. فَتَبَيَّنَ أَنَّ الْوُجُوْبَ يَثْبُتُ بِدُخُوْلِ الْوَقْتِ، وَلِأَنَّ الْوُجُوْبَ ثَابِتٌ عَلٰى مَنْ لَا يَتَنَاوَلُهُ الْخِطَابُ كَالنَّائِمِ وَالْمُغْمٰى عَلَيْهِ، وَلَا وُجُوْبَ قَبْلَ الْوَقْتِ فَكَانَ ثَابِتًا بِدُخُوْلِ الْوَقْتِ.

ترجمہ: فصل: احکامِ شرعیہ اپنے اسباب کے ساتھ متعلق ہوتے ہیں وہ اس لیے کہ وجوب ہم سے پوشیدہ ہے پس کسی علامت کا ہونا ضروری ہے جس کے ذریعے بندہ حکم کے وجوب کو. پہچان لے اور اس اعتبار سے احکام کی اضافت اسباب کی طرف ہوتی ہے۔ پس وجوب نماز کا سبب وقت ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ وقت سے پہلے نماز کی ادائیگی کا خطاب متوجہ نہیں ہوتا وہ وقت کے داخل ہونے کے بعد متوجہ ہونا ہے۔ اور خطاب ادائیگی کے وجوب کو ثابت کرنے والا ہے اور بندے کو اس بات کی پہچان کراتا ہے کہ وجوب کا سبب اس سے پایا گیا ہے۔

اور یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ بیع کی قیمت ادا کرو اور منکوحہ (جس عورت ح ہوا اس) کا نفقہ ادا کرو اور یہاں بندے کو پہچان کرانے والی چیز وقت کے دخول کوئی نہیں۔ پس ظاہر ہوا کہ وجوب وقت کے داخل ہونے سے ثابت ہوتا ہے۔

اور اس لیے بھی کہ وجوب اس کے ذمہ ثابت ہوتا ہے جس کو خطاب شامل ہوتا ہے جیسے سویا اور جس پر بے ہوشی طاری ہو اور وقت سے پہلے وجوب نہیں ہوتا پس وضووقت کے داخل ے ثابت ہوتا ہے۔

ی کون کون سی جزء وجوب کا سبب ہے

وَبِهٰذَا ظَهَرَ اَنَّ الْجُزْءَ الْأَوَّلَ سَبَبٌ لِلْوُجُوْبِ، ثُمَّ بَعْدَ ذٰلكَ طَرِيْقَانِ: ا: نَقْلُ السَّبَبِيَّةِ مِنَ الْجُزْءِ الْأَوَّلِ إِلَى الثَّانِيْ إِذَا لَمْ يُؤَدِّ فِي الْجُزْءِ الْأَوَّلِ، الثَّالِثِ وَالرَّابِعِ إِلٰى أَنْ يَنْتَهِيَ إِلٰى آخِرِ الْوَقْتِ، فَيَتَقَرَّرَ الْوُجُوْبُ وَيُعْتَبَرُ حَالُ الْعَبْدِ فِيْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ، وَيُعْتَبَرُ صِفَةُ ذٰلِكَ الْجُزْءِ. وَبَيَانُ حَالِ الْعَبْدِ فِيْهِ أَنَّهٗ لَوْ كَانَ صَبِيًّا فِيْ أَوَّلِ الْوَقْتِ بَالِغًا فِيْ ذٰلكَ الْجُزْءِ، أَوْ رًا فِيْ أَوَّلِ الْوَقْتِ مُسْلِمًا فِيْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ، أَوْ كَانَتْ حَائِضًا أَوْ نُفَسَاءَ فِيْ وَقْتِ طَاهِرَةً فِيْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ وَجَبَتِ الصَّلَاةُ. وَعَلٰى هٰذَا جَمِيْعُ صُوَرِ حُدُوْثِ يَةِ فِيْ آخِرِ الْوَقْتِ. وَعَلَى الْعَكْسِ: بِأَنْ يَحْدُثَ حَيْضٌ أَوْ نِفَاسٌ أَوْ جُنُوْنٌ عِبٌ أَوْ إِغْمَاءٌ مُمْتَدٌّ فِيْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ سَقَطَتْ عَنْهُ الصَّلَاةُ. وَلَوْ كَانَ مُسَافِرًا وَّلِ الْوَقْتِ مُقِيْمًا فِيْ آخِرِهٖ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا، وَلَوْ كَانَ مُقِيْمًا فِيْ أَوَّلِ الْوَقْتِ افِرًا فِيْ آخِرِهٖ يُصَلِّيْ رَكَعَتَيْنِ.

ترجمہ: اور اس (مندرجہ بالا بیان) سے ظاہر ہوا کہ پہلی جزء وجوب (وجوب اداء) کا ہے پھر اس کے بعد دو طریقے ہیں۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ سببیت پہلی جزء سے دوسری جزء کی طرف منتقل ہوجاتی ہے جب جزء میں ادا نہ کرے۔ پھر تیسری جزء کی طرف منتقلی ہوجاتی ہے اور پھر چوتھی جزء کی طرف اں تک کہ وقت کے آخر تک چلی جاتی ہے۔

اس وقت وجوب پکا ہوجاتا ہے اور اس جزء میں بندے کی حالت کا اعتبار ہوتا ہے اور اس

جزء کی صفت معتبر ہوتی ہے۔

بندے کی حالت کی وضاحت اس طرح ہے کہ اگر وہ وقت کے شروع میں بچہ تھا اور اس (آخری) جزء میں بالغ ہوگیا یا وقت کے شروع میں کافر تھا اس جزء میں مسلمان ہوگیا یا اوّل وقت میں عورت حیض یا نفاس سے تھی اور اس جزء میں پاک ہوگئی تو نماز واجب ہو جائے گی اور اس بنیاد پر اہلیت کے پائے جانے کی تمام صورتوں کا اعتبار آخری وقت میں ہوگا۔

اسی طرح اس کے برعکس ہے یعنی اس جزء میں حیض یا نفاس یا ایسا جنون جو گھیرنے والا یا بڑھنے والی بے ہوشی طاری ہوجائے تو اس سے نماز ساقط ہوجائے گی۔

اور اگر وہ اوّل جزء میں مسافر اور آخر میں مقیم ہو تو چار رکعتیں پڑھے گا اور اگر اوّل وقت میں مقیم اور آخر وقت میں مسافر ہو تو دو رکعتیں پڑھے گا۔

آخری جزء کی صفت

(۱۶۶) وَبَيَانُ اِعْتِبَارِ صفةِ ذٰلِكَ الْجُزْءِ أَنَّ ذٰلِكَ الْجُزْءَ إِنْ كَانَ كَامِلًا تَقَرَّرَتِ الْوَظِيْفَةُ كَامِلَةً. فَلَا يَخْرُجُ عَنِ الْعُهْدَةِ بِأَدَائِهَا فِي الْأَوْقَاتِ الْمَكْرُوْهَةِ. وَمِثَالُهُ: فِيْمَا يُقَالُ: إِنَّ آخِرَ الْوَقْتِ فِي الْفَجْرِ كَامِلٌ. وَإِنَّمَا يَصِيْرُ الْوَقْتُ فَاسِدًا بِطُلُوعِ الشَّمْسِ، وَذٰلِكَ بَعْدَ خُرُوْجِ الْوَقْتِ. فَيَتَقَرَّرُ الْوَاجِبُ بِوَصْفِ الْكَمَالِ. فَإِذَا طَلَعَ الشَّمْسُ فِيْ أَثْنَاءِ الصَّلَاةِ بَطَلَ الْفَرْضُ؛ لِأَنَّهُ لَا يُمْكِنُهُ إِتْمَامُ الصَّلَاةِ إِلَّا بِوَصْفِ النُّقْصَانِ بِاِعْتَبَارِ الْوَقْتِ. وَلَوْ كَانَ ذٰلِكَ الْجُزْءُ نَاقِصًا كَمَا فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ. فَإِنَّ آخر الوقتِ وقتُ احمرارِ الشَّمْسِ وَالْوَقْتُ عِنْدَهُ فَاسِدٌ فَتَقَرَّرَتِ الْوَظِيْفَةُ بِصِفَةِ النُّقْصَانِ. وَلِهٰذَا وَجَبَ الْقَوْلُ بِالْجَوَازِ عِنْدَهُ مَعَ فَسَادِ الْوَقْتِ.

ترجمہ: اور اس جزء کی صفت کے اعتبار کا بیان اس طرح ہے کہ اگر وہ جزء کامل ہو تو وظیفہ (فرض) کامل طور پر ٹھہر جائے گا (واجب ہوجائے گا) پس مکروہ اوقات میں ادائیگی سے ذمہ داری سے نہیں نکلے گا۔

اور اس کی مثال یہ ہے جو کہا جاتا ہے کہ فجر کا آخری وقت کامل ہے اور سورج طلوع ہونے سے وقت فاسد ہو جاتا ہے اور یہ (فساد) وقت نکلنے کے بعد ہوتا ہے پس واجب صفت کمال کے ساتھ ٹھہر گیا اور پکا ہوگیا اور جب نماز کے دوران سورج طلوع ہوجائے تو فرض نماز باطل ہوجائے

نماز کو وقت کے اعتبار سے وصفِ نقصان کے بغیر پورا کرنا ممکن نہیں۔

اور اگر وہ جزء ناقص ہو جس طرح عصر کی نماز میں ہوتا ہے کیونکہ اس کا آخری (کامل) ...رج کے سُرخ ہونے کا وقت ہی وقت فاسد ہوتا ہے پس فرض، صفت نقصان کے ساتھ ...ہوگیا۔ اسی لیے اس وقت، فساد وقت کے ساتھ کے جواز کا قول واجب ہوگیا۔

...الطَّرِيْقُ الثَّانِي: أَنْ يُجْعَلَ كُلُّ جُزْءٍ مِنْ أَجْزَاءِ الْوَقْتِ سَبَبًا لا عَلٰى ...الْاِنْتِقَالِ، فَإِنَّ الْقَوْلَ بِهِ قَوْلٌ بِإِبْطَالِ السَّبَبِيَّةِ الثَّابِتَةِ بِالشَّرْعِ. وَلَا ...لٰى هٰذَا تَضَاعُفُ الْوَاجِبِ. فَإِنَّ الْجُزْءَ الثَّانِيَ إِنَّمَا أَثْبَتَ عَيْنَ مَا أَثْبَتَهُ ...الْأَوَّلُ. فَكَانَ هٰذَا مِنْ بَابِ تَرَادُفِ الْعِلَلِ، وَكَثْرَةِ الشُّهُوْدِ فِيْ بَابِ ...مَاتِ.

...اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تمام اجزاء کو سبب قرار دیا جائے اور وہ انتقال کے طور پر نہ ہو یہ ...بیت کو باطل کرنے کا قول ہے جو شریعت میں ثابت ہے اور اس پر یہ اعتراض لازم آتا ...طرح واجب کئی گنا بڑھ گیا کیونکہ دوسری جزء نے بعینہ اس چیز کو ثابت کیا جسے پہلی جزء ...کیا تو یہ اسی طرح ہے جیسے ایک جیسی کئی علتیں ہوں یا مقدمات میں کئی گواہ ہوں۔

...ات کے اسباب

وَسَبَبُ وُجُوْبِ الصَّوْمِ شُهُوْدُ الشَّهْرِ لِتَوَجُّهِ الخطابِ عِنْدَ شُهُوْدِ ...إِضَافَةِ الصَّوْمِ إِلَيْهِ. وَسَبَبُ وُجُوْبِ الزَّكَاةِ مِلْكُ النِّصَابِ النَّامِي حَقِيْقَةً ...ا، وَبِاِعْتَبَارِ وُجُوْبِ السَّبَبِ جَازَ التَّعْجِيْلُ فِيْ بَابِ الْأَدَاءِ. وَسَبَبُ وُجُوْبِ ...الْبَيْتُ؛ لِإِضَافَتِهِ إِلَى الْبَيْتِ، وعدمِ تَكْرَارِ الْوَظِيْفَةِ فِي الْعُمُرِ. وَعَلٰى هٰذَا ...قَبْلَ وُجُوْدِ الْاِسْتِطَاعَةِ يَنُوْبُ ذٰلِكَ عن حَجَّةِ الْإِسْلَامِ لِوُجُوْدِ السَّبَبِ. ...رِيْ أَدَاءَ الزَّكَاةِ قَبْلَ وُجُوْدِ النِّصَابِ لِعَدَمِ السببِ. وَسببُ وجوبِ صَدَقَةِ ...رَأْسٌ يَمُوْنُهُ وَيَلِيْ عَلَيْهِ. وَباعتبارِ السَّبَبِ يَجُوْزُ التَّعْجِيْلُ حَتّٰى جَاز ...قَبْلَ يَوْمِ الْفِطْرِ. وَسَبَبُ وُجُوْبِ الْعُشْرِ الْأَرَاضِي النَّامِيةُ بِحَقِيْقَةِ ...رسببُ وُجُوْبِ الخَراجِ الْأَرَاضِي الصَّالِحَةُ لِلزِّرَاعَةِ. فَكَانت نَامِيَةً ...رسببُ وُجُوْبِ الْوُضُوْءِ الصَّلَاةُ عِنْدَ الْبَعْضِ. وَلِهٰذَا وَجَبَ الْوُضُوْءُ عَلٰى

من وَجَبَتْ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ. وَلَا وُضُوءَ عَلٰى مَنْ لَا صَلَاةَ عَلَيْهِ. وَقَالَ الْبَعْضُ: سَبَبُ وُجُوْبِهِ الْحَدَثُ، وَوُجُوْبُ الصَّلَاةِ شَرْطٌ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ ذٰلِكَ نَصًّا. وَسَبَبُ وُجُوْبِ الْغُسْلِ الْحَيْضُ وَالنِّفَاسُ وَالْجَنَابَةُ.

ترجمہ: اور روزے کا سبب ماہِ رمضان کا آنا ہے کیونکہ جب یہ مہینہ آتا ہے تو خطاب متوجہ ہوتا ہے اور روزے کی اضافت بھی اسی (مہینے) کی طرف کی جاتی ہے اور زکوٰۃ کے واجب ہونے کا سبب بڑھنے والے مال کے نصاب کا مالک ہونا ہے وہ حقیقتاً بڑھے یا حکمی طور پر بڑھے۔ اور سبب کے پائے جانے کا اعتبار کرتے ہوئے ادائیگی کے باب میں جلدی کرنا جائز ہے۔

اور حج کے وجوب کا سبب بیت اللہ شریف ہے کیونکہ اس کی اضافت اس کی طرف ہے (یعنی حج بیت اللہ) اور زندگی میں حج کے وظیفہ (فرضیت) کا تکرار نہیں ہوتا۔

اور اسی بنیاد پر جب وہ طاقت حاصل ہونے سے پہلے حج کرے تو وہ اسلامی حج (فرض حج) کے قائم مقام ہو جائے گا کیونکہ سبب موجود ہے۔

اس سے زکوٰۃ اور حج میں فرق ہو گیا جب نصاب کے پائے جانے پہلے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرے کیونکہ ابھی سبب نہیں پایا گیا۔ اور صدقہ فطر کے وجوب کا سبب وہ شخص ہے جو ذمہ داری نبھاتا ہے اور اسے ولایت حاصل ہے اور سبب کے اعتبار سے صدقہ فطر جلدی ادا کرنا جائز ہے حتیٰ کہ عید الفطر کے دن سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا جائز ہوتا ہے اور عشر کا سبب وہ زمین ہے جس میں فصل پیدا ہوتی ہے اور وہ حقیقتاً پیدا ہو۔ اور خراج کے وجوب کا سبب زمین کا زراعت کی صلاحیت رکھنا ہے پس وہ حکمی طور پر فصل پیدا کرنے والی ہوگی۔

اور وضو کے وجوب کا سبب بعض کے نزدیک نماز ہے اور اسی لیے وضو اس شخص پر واجب ہوتا ہے جس پر نماز واجب ہو اور جس پر نماز واجب نہیں اس پر وضو واجب نہیں اور بعض حضرات نے فرمایا وجوب کا سبب حدث (بے وضو ہونا) ہے اور نماز کا وجوب شرط ہے اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس سلسلے میں واضح عبارت منقول ہے اور غسل کے وجوب کا سبب حیض نفاس اور جنابت ہے۔

سوالات

ب اور علت کی تعریف کریں اور کسی مثال کے ذریعے سبب، علت اور حکم کی وصاحت کریں۔

لت کی طرف حکم کی اضافت کب ہوتی ہے اور سبب کی طرف کب ہوتی ہے مثال کے ساتھ بیان کریں۔

مُودَع (امانت دار) نے کسی کو مالِ امانت کی طرف راہنمائی کی یا محرم نے کسی کو شکار کے بارے میں بتایا اور دوسرے شخص نے وہ مال اُٹھا لیا یا شکار کر لیا تو یہاں ضمان امانتدار اور محرم پر آئے گی حالانکہ یہ سبب ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔

کبھی سبب علت کے معنیٰ میں ہوتا ہے اس کی مثال ذکر کریں اور بتائیں کہ وہ علت کے معنیٰ میں کیوں ہوتا ہے۔

سبب علت کے قائم مقام کب ہوتا ہے اور اس کی مثال کیا ہے۔

کبھی غیر سبب کو مجازاً سبب کہا جاتا ہے اس کی مثال ذکر کریں۔

احکام شرعیہ، اسباب سے متعلق ہوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔

نماز کا سبب کیا ہے اور نماز سفر گھر میں قصر ادا کرتے ہیں اور حالت اقامت کی نماز سفر میں پوری پڑھتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔

روزے اور زکوٰۃ کے اسباب ذکر کریں۔

نماز وقت سے پہلے ادا نہیں کر سکتے جب کہ زکوٰۃ سال گزرنے سے پہلے ادا کر سکتے ہیں فرق کی وجہ کیا ہے۔

حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہے اس کی وجہ بتائیں۔

صدقہ فطر، عشر اور خراج کے اسباب ذکر کریں۔

سورج کا رنگ سرخ ہونے کے بعد قضاء نماز کیوں نہیں پڑھ سکتے۔

وضو کے سبب میں کیا اختلاف ہے دونوں قول نقل کریں۔

غسل کے اسباب کون کون سے ہیں تفصیلاً بتائیں۔

* * *

فصل: علت اور حکم کے انعقاد میں رکاوٹیں

⑯⑨ فَصْلٌ: قَالَ الْقَاضِي الْإِمَامُ أَبُوْ زَيْدٍ: اَلْمَوَانِعُ أَرْبَعَةُ أَقْسَامٍ: مَانِعٌ يَمْنَعُ اِنْعِقَادَ الْعِلَّةِ، وَمَانِعٌ يَمْنَعُ تَمَامَهَا، وَمَانِعٌ يَمْنَعُ اِبْتِدَاءَ الْحُكْمِ، وَمَانِعٌ يَمْنَعُ دَوَامَهُ. نَظِيرُ الأول: بَيْعُ الْحُرِّ وَالْمَيْتَةِ وَالدَّمِ. فَإِنَّ عَدَمَ الْمَحَلِّيَّةِ يَمْنَعُ اِنْعِقَادَ التَّصَرُّفِ عِلَّةً لِإِفَادَةِ الْحُكْمِ. وَعَلٰى هٰذَا سَائِرُ التَّعْلِيْقَاتِ عِنْدَنَا. فَإِنَّ التَّعْلِيْقَ يَمْنَعُ اِنْعِقَادَ التَّصَرُّفِ عِلَّةً قَبْلَ وُجُوْدِ الشَّرْطِ عَلٰى مَا ذَكَرْنَاهُ. وَلِهٰذَا لو حَلَفَ لَا يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ، فَعَلَّقَ طَلَاقَ امرأتِهِ بِدُخُوْلِ الدَّارِ لَا يَحْنَثُ ومِثَالُ الثَّانِي: هَلَاكُ النِّصَابِ فِي أَثْنَاءِ الْحَوْلِ، وَامْتِنَاعُ أَحَدِ الشَّاهِدَيْنِ عِنِ الشَّهَادَةِ، وَرَدُّ شَطْرِ الْعَقْدِ. وَمِثَالُ الثَّالِثِ: اَلْبَيْعُ بِشَرْطِ الخيار وَبَقَاءُ الْوَقْتِ فِيْ حَقِّ صَاحِبِ الْعُذْرِ. وَمِثَالُ الرَّابِعِ: خِيَارُ الْبُلُوْغِ وَالْعِتْقِ وَالرُّؤْيَةِ وعدمُ الْكِفَاءَةِ، وَالْاِنْدِمَالُ فِيْ بابِ الْجراحاتِ عَلٰى هٰذَا الْأَصْلِ.

ترجمہ: قاضی امام ابوزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: رکاوٹوں کی چار اقسام ہیں:

ایک رکاوٹ وہ ہے جو علت کے انعقاد کو روکتی ہے دوسری رکاوٹ علت کے مکمل ہونے میں رکاوٹ ہے تیسری رکاوٹ حکم کی ابتداء میں رکاوٹ ہوتی ہے اور چوتھی رکاوٹ حکم کے دوام کو روکتی ہے۔

پہلی قسم کی مثال آزاد (آدمی) مردار اور خون کی ہے کیونکہ ان چیزوں کا محل بیع نہ ہونا حکم کا فائدہ دینے میں بطور علت تصرف کے انعقاد میں رکاوٹ ہے۔

اور جتنے اُمور مشروط ہوتے ہیں ان تمام کا حکم یہی ہے کہ شرط کے پائے جانے سے پہلے وہ تمام تعلیقات تصرف کے لیے علت نہیں بنتے جس طرح ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

اسی لیے اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق نہیں دے گا پھر اپنی بیوی کی طلاق کو گھر میں داخل ہونے سے معلق (مشروط) کیا تو وہ حانث نہیں ہوگا۔

دوسری قسم کی مثال: سال کے دوران نصاب کا ہلاک ہونا اور دو گواہوں میں سے ایک کا

ے سے رُک جانا ہے۔ اسی طرح عقد کے ایک حصے کو رد کرنا ہے۔

ا **تیسری قسم کی مثال:** شرط خیار کے ساتھ بیع کرنا اور عذر والے حق میں وقت کا باقی رہنا

ا **چوتھی قسم کی مثال:** خیار بلوغ اور خیار عتق ہے نیز خیار رؤیت اور کفو کا نہ ہونا ہے اور ٹھیک ہونا بھی اسی قاعدے کے مطابق ہے۔

رعیہ کی تخصیص

وَهٰذَا عَلٰى اِعْتِبَارِ جَوَازِ تَخْصِيْصِ الْعِلَّةِ الشَّرْعِيَّةِ. فَأَمَّا عَلٰى قَوْلِ مَنْ بِجَوَازِ تَخْصِيْصِ الْعِلَّةِ، فَالْمَانِعُ عِنْدَهُ ثَلَاثَةُ أَقْسَامٍ: (١) مَانِعٌ يَمْنَعُ الْعِلَّةِ (٢) وَمَانِعٌ يَمْنَعُ تَمَامَهَا (٣) ومانعٌ يَمْنَعُ دَوَامَ الْحُكْمِ. وَأَمَّا تمامِ الْعِلَّةِ فَيَثْبُتُ الْحُكْمُ لَا مُحَالَةَ. وَعَلٰى هٰذَا كُلُّ مَا جَعَلَهُ الْفَرِيْقُ مانِعًا لِثُبُوْتِ الْحُكْمِ جَعَلَهُ الْفَرِيْقُ الثَّانِيْ مَانِعًا لِتَمَامِ الْعِلَّةِ، وَعَلٰى هٰذَا يَدُوْرُ الْكَلَامُ بَيْنَ الْفَرِيْقَيْنِ.

ترجمہ: اس اعتبار سے ہے کہ علت شرعیہ کی تخصیص جائز ہے اور وہ لوگ جو تخصیص علت زکا قول نہیں کرتے ان کے نزدیک موانع تین ہیں۔

دو مانع جو ابتدائے علت میں رکاوٹ ہو وہ مانع جو علت کے پورا ہونے میں رکاوٹ ہو اور وہ حکم کے دوام میں رکاوٹ ہو۔ لیکن جب علت مکمل ہو جائے تو حکم لازمی طور پر ثابت ہو جاتا اور اس بنیاد پر پہلے فریق نے جسے ثبوت حکم میں مانع قرار دیا دوسرے فریق نے اسے علت کی میں مانع قرار دیا اور اسی ضابطے پر دونوں فریقوں کے درمیان کلام گردش کرتا ہے۔

احکام شریعت کی اقسام

فَصْلٌ: اَلْفَرْضُ لُغَةً: هُوَ التَّقْدِيْرُ، وَمَفْرُوْضَاتُ الشَّرْعِ مُقَدَّرَاتُهُ لَا يَحْتَمِلُ الزِّيَادَةَ وَالنُّقْصَانَ. وَفِي الشَّرْعِ: مَا ثَبَتَ بِدَلِيْلٍ قَطْعِيٍّ لَا فِيْهِ. وَحُكْمُهُ: لُزُوْمُ الْعَمَلِ بِهٖ وَالْاِعْتِقَادِ بِهٖ. وَالْوُجُوْبُ: هُوَ السُّقُوْطُ يَعْنِيْ سقُطُ عَلَى الْعَبْدِ بِلَا اِخْتِيَارٍ مِنْهُ، وَقِيْلَ: هُوَ من الوَجْبَةِ، وَهُوَ الْاِضْطِرَابُ، الواجبُ بِذٰلِكَ؛ لِكَوْنِهٖ مُضْطَرِبًا بَيْنَ الْفَرْضِ وَالنَّفْلِ، فصارَ فَرْضًا فِيْ حَقِّ

الْعَمَلِ، حَتّٰى لَا يَجُوْزُ تركُهُ. وَنَفْلًا فِي حَقِّ الْاِعْتِقَادِ. فَلَا يَلْزَمُنَا الْاِعْتِقَادُ بِهِ جَزْمًا. وَفِي الشَّرْعِ: وَهُوَ مَا ثَبَتَ بِدَلِيْلٍ فِيْهِ شُبْهَةٌ. كَالْآيَةِ الْمُؤَوَّلَةِ. وَالصَّحِيْحِ مِنَ الْآحَادِ. وَحُكْمُهُ مَا ذَكَرنا. وَالسُّنَّةُ: عِبَارَةٌ عنِ الطَّرِيْقَ الْمَسلُوْكَةِ الْمَرْضِيَّةِ فِي بَابِ الدِّيْنِ، سَوَاءٌ كَانَتْ من رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أو مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَ: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَعْدِي عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ. وَحُكْمُها: أَنَّهُ يُطَالَبُ الْمَرْءُ بِإِحْيَائِهَا، وَيَسْتَحِقُّ اللَّائِمَةَ بِتَرْكِهَا، إِلَّا أَنْ يَتْرُكَها بِعُذْرٍ. وَالنَّفْلُ: عِبَارَةٌ عَنِ الزِّيَادَةِ. وَالْغَنِيْمَةُ تُسَمّٰى نَفْلًا؛ لِأَنَّهَا زِيَادَةٌ عَلٰى مَا هُوَ الْمَقْصُوْدُ مِنَ الْجِهَادِ. وَفِي الشَّرْعِ: عِبَارَةٌ عَمَّا هُوَ زِيَادَةٌ عَلَى الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ. وَحُكْمُهُ: أَنْ يُثَابَ الْمَرْءُ عَلٰى فِعْلِهِ وَلَا يُعَاقَبَ بِتَرْكِهِ. وَالنَّفْلُ وَالتَّطَوُّعُ نَظِيْرَانِ.

ترجمہ: فرض کا لغوی معنیٰ تقدیر یعنی مقرر کرنا ہے اور شریعت میں جو باتیں فرض ہیں وہ اس کی مقرر کردہ ہیں اس طرح کہ ان میں اضافہ اور کمی کا احتمال نہیں اور شریعت (کی اصطلاح) میں (فرض وہ ہے) جو ایسی دلیل قطعی کے ساتھ ثابت ہو جس میں کوئی شبہ نہ ہو۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر عمل کرنا اور اس کی (فرضیت) کا اعتقاد رکھنا لازم ہے اور وجوب کا معنیٰ ساقط ہونا یعنی جو بندے پر گرے اور اس کا کوئی اختیار نہ ہو۔ یہ بھی کہا گیا کہ یہ لفظ وجوب وجبہ سے بنا ہے اور وہ اضطراب ہے۔

اور اس کو واجب اس لیے کہتے ہیں کہ وہ فرض اور نفل کے درمیان حالت اضطراب میں ہوتا ہے۔ وہ عمل کے حق میں فرض ہوتا ہے حتیٰ کہ اس کو چھوڑنا جائز نہیں اور اعتقاد کے حق میں نفل ہوتا ہے بس اس پر قطعی اعتقاد رکھنا ہم پر واجب نہیں اور شریعت (کی اصطلاح) میں واجب وہ ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں شبہ پایا جاتا ہو جس طرح وہ آیات جن میں تاویل کی جاتی ہے اور صحیح خبر واحد احادیث، اور اس کا حکم وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا اور سنت دین میں اس پسندیدہ راستے کو کہتے ہیں جس پر لوگ چلتے ہیں چاہے وہ رسول اکرم ﷺ سے منقول ہو یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے، حضور ﷺ نے فرمایا: عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ مِنْ بَعْدِيْ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ”تم پر میری سنت اور میرے بعد میرے خلفاء کی سنت لازم ہے اسے مضبوطی سے اختیار کرو“ اور اس کا حکم یہ ہے کہ انسان سے اسے زندہ رکھنے کا مطالبہ کیا جائے اور اس کے ترک پر وہ ملامت کا مستحق ہوتا ہے البتہ یہ کہ کسی عذر کی وجہ سے چھوڑے اور نفل زائد

نے ہیں اور غنیمت کو نفل کہا جاتا ہے کیونکہ وہ جہاد کے مقصود سے زائد ہوتی ہے۔

ور شرعی اصطلاح میں جو عمل فرائض اور واجبات سے زائد ہو وہ نفل ہے اور اس کا حکم یہ انسان کو اس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور چھوڑنے پر سزا نہیں ہوتی اور نفل اور تطوع ایک ہی چیز ہیں۔

ت اور رخصت

فَصْلٌ: اَلْعَزِيْمَةُ: هِيَ الْقَصْدُ إِذَا كَانَ فِيْ نِهَايَةِ الْوَكَادَةِ. وَلِهٰذَا قُلْنَا: إِنَ ر عَلَى الْوَطْءِ عَوْدٌ فِي بَابِ الظِّهَارِ؛ لِأَنَّهُ كَالْمَوْجُوْدِ، فَجَازَ أَنْ يُعْتَبَرَ مَوْجُوْدًا يَامِ الدَّلَالَةِ، وَلِهٰذَا لَوْ قَالَ أَعْزِمُ يَكُوْنُ حَالِفًا، وَفِي الشَّرْعِ: عِبَارَةٌ عَمَّا مِنَ الْأَحْكَامِ اِبْتِدَاءً، سُمِّيَت عَزِيْمَةً؛ لِأَنَّهَا فِيْ غَايَةِ الْوَكَادَةِ لِوَكَادَةِ وَهُوَ كَوْنُ الْآمِرِ مُفْتَرَضَ الطَّاعَةِ بِحُكْمِ أَنَّهُ إِلٰهُنَا وَنَحْنُ عَبِيْدُهُ. م الْعَزِيْمَةِ مَا ذَكَرْنَا مِنَ الْفَرْضِ وَالْوَاجِبِ. وَأَمَّا الرُّخْصَةُ: فَعِبَارَةٌ عَنِ ر وَالسُّهُوْلَةِ. وَفِي الشَّرْعِ: صَرْفُ الْأَمْرِ مَنْ عُسْرٍ إِلٰى يُسْرٍ بِوَاسِطَةِ عُذْرٍ فِي ين. وَأَنْوَاعُهَا مُخْتَلِفَةٌ؛ لِاخْتِلَافِ أَسْبَابِهَا، وَهِيَ أَعْذَارُ الْعِبَادِ.

ترجمہ: فصل: عزیمت کا معنیٰ قصد و ارادہ ہے جب اس کی انتہائی درجہ تاکید ہو اس نے کہا کہ ظہار کے باب میں وطی کا پکا ارادہ رجوع کرنا ہے کیونکہ وہ موجود کی طرح ہے پس ے کہ دلالت قائم ہونے کی صورت میں اس کے وجود کو معتبر مانا جائے۔

اور اسی لیے اگر کوئی کہے میں پختہ ارادہ کرتا ہوں تو وہ قسم اُٹھانے والا ہو جائے گا۔

اور شریعت میں عزیمت ان احکام کو کہتے ہیں جو ابتداءً ہم پر لازم ہیں۔ ان کو عزیمت اجہ یہ ہے کہ ان کی تاکید بہت زیادہ ہے کیونکہ ان کا سبب تاکیدی ہے اور وہ حکم دینے اطاعت کا فرض ہونا ہے کیونکہ وہ ہمارا معبود اور ہم اس کے بندے ہیں عزیمت کی اقسام اور واجب ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا۔

اور رخصت آسانی اور سہولت کو کہا جاتا ہے اور شریعت میں کسی کام کو تنگی سے آسانی کی پھیرنا ہے اس کی وجہ مکلف کا عذر ہے۔ اور اس (رخصت) کی اقسام مختلف ہیں کیونکہ اس ب مختلف ہیں اور وہ بندوں کے عذر ہیں۔

رخصت کی دو قسمیں

(۱۶۳) وَفِي الْعَاقِبَةِ تُؤَوَّلُ إِلٰى نَوْعَيْنِ: أَحَدُهُمَا: رُخْصَةُ الْفِعْلِ مَعَ بَقَاءِ الْحُرْمَةِ بِمَنْزِلَةِ الْعَفْوِ فِي بَابِ الْجِنَايَةِ، وَذٰلِكَ نَحْوُ إِجْرَاءِ كَلِمَةِ الْكُفْرِ عَلَى اللِّسَانِ مَعَ اطْمِئْنَانِ الْقَلْبِ عِنْدَ الْإِكْرَاهِ، وَسَبِّ النَّبِيِّ ﷺ، وَإِتْلَافِ مَالِ الْمُسْلِمِ، وَقتلِ النَّفْسِ ظُلْمًا. وَحُكْمُهُ: أَنَّهُ لَوْ صَبَرَ حَتّٰى قُتِلَ يَكُوْنُ مَأْجُوْرًا؛ لِامْتِنَاعِهِ عَنِ الْحَرَامِ تَعْظِيمًا لِنَهْيِ الشَّارِعِ. وَالنَّوْعُ الثَّانِي: تَغْيِيْرُ صِفَةِ الْفِعْلِ بِأَن يَصِيرَ مُبَاحًا فِي حَقِّهِ، قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ﴾[1] وَذٰلِكَ نَحْوُ الْإِكْرَاهِ عَلٰى أَكْلِ الْمَيْتَةِ، وَشُرْبِ الْخَمْرِ. وَحُكْمُهُ: أَنَّهُ لَوِ امْتَنَعَ عَنْ تَنَاوُلِهِ حَتّٰى قُتِلَ يَكُوْنُ آثِمًا بِامْتِنَاعِهِ عَنِ الْمُبَاحِ، وَصَارَ كَقَاتِلِ نَفْسِهِ.

ترجمہ: نتیجتاً رخصت دو قسموں کی طرف لوٹتی ہے۔ ان میں سے ایک حرمت کے باقی رہنے کے ساتھ عمل کی رخصت ہے جیسے جرائم کی صورت میں معاف کر دینا۔ جیسے کسی کے مجبور کرنے پر قلبی اطمینان کے ساتھ کلمۂ کفر زبان پر جاری کرنا اور سرکارِ دو عالم ﷺ کی توہین کرنا، کسی مسلمان کا مال ضائع کرنا اور ظلم کے طور پر کسی کو قتل کرنا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ صبر کرے حتیٰ کہ اسے قتل کیا جائے تو اسے اجر ملے گا کیونکہ وہ شارع علیہ السلام کے منع کرنے کی تعظیم کرتے ہوئے حرام کام سے باز رہا۔

اور دوسری قسم فعل کی صفت کا بدلنا ہے کہ وہ عمل اس کے حق میں مباح ہو جاتا ہے ارشادِ خداوندی ہے: فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ ''اور وہ جو سخت بھوک میں مجبور ہو جائے''

جیسے مردار کھانے اور شراب پینے پر مجبور کرنا۔

اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ اس کو استعمال کرنے سے رُک جائے حتیٰ کہ قتل کر دیا جائے تو وہ گناہ گار ہوگا کیونکہ وہ مباح چیز سے رُک گیا اور خودکشی کرنے والے کی طرح ہو گیا۔

فصل: دلیل کے بغیر استدلال

(۱۶۴) فَصْلٌ: الْاِحْتِجَاجُ بِلَا دَلِيْلٍ أَنْوَاعٌ: مِنْهَا: الْاِسْتِدلالُ بِعَدَمِ الْعِلَّةِ عَلٰى

---

[1] سورۃ المائدہ، آیت: ۳

كم. مِثَالُهُ: اَلْقَيْءُ غَيْرُ نَاقِضٍ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَخْرُجْ مَنَ السَّبِيْلَيْنِ، وَالْأَخُ على الأخ؛ لأنه لا وِلَادَ بَيْنَهُمَا. وَسُئِلَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللهُ: أَ يَجِبُ الْقِصَاصُ الصَّبِيِّ؟ قَالَ: لَا؛ لِأَنَّ الصَّبِيَّ رُفِعَ عَنْهُ الْقَلَمُ. قَالَ السَّائِلُ: فَوَجَبَ على شَرِيْكِ الْأَبِ؛ لِأَنَّ الأَبَ لم يُرْفَعْ عَنْهُ الْقَلَمُ. فَصَارَ التَّمَسُّكُ لة على عَدَمِ الْحُكْمِ. هٰذَا بِمَنْزِلَةِ مَا يقالُ: لَمْ يَمُتْ فلانٌ؛ لِأَنَّهُ لَمْ ن السَّطْحِ، إِلَّا إِذَا كَانَت عِلَّةُ الْحُكْمِ مُنْحَصِرَةً فِي مَعْنًى. فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ ازمًا لِلْحُكْمِ فَيُسْتَدَلُّ بِانْتِفَائِهِ عَلٰى عَدَمِ الْحُكْمِ. مِثَالُهُ: مَا رُوِيَ عَنْ نه قَالَ: وَلَدُ الْمَغْصُوْبَةِ لَيْسَ بِمَضْمُوْنٍ؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِمَغْصُوْبٍ وَلَا عَلَى الشَّاهِدِ فِي مَسْأَلَةِ شُهُوْدِ الْقِصَاصِ إِذَا رَجَعُوْا؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِقَاتِلٍ؛ أَنَّ الْغَصَبَ لَازِمٌ لِضِمَانِ الْغَصَبِ، وَالْقَتْلُ لَازِمٌ لِوُجُوْدِ الْقِصَاصِ.

رجمہ: دلیل کے بغیر استدلال کی چند اقسام ہیں ان میں سے ایک علت کے نہ ہونے کے نہ ہونے پر استدلال ہے۔ اس کی مثال قے کا ناقضِ وضو نہ ہونا ہے کیونکہ وہ دو ے نہیں نکلی اور بھائی اپنے بھائی کی طرف سے آزاد نہیں ہوتا کیونکہ ان کے درمیان رشتہ نہیں۔

ضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ کیا بچے کے ساتھ (قتل میں) شریک پر قصاص ہے آپ نے فرمایا: نہیں کیونکہ بچے سے قلم اُٹھالیا گیا۔

وال کرنے والے نے کہا تو باپ کے ساتھ شریک پر قصاص واجب ہوگا کیونکہ اس سے اُٹھایا گیا تو اس کا یہ استدلال علت کے نہ ہونے سے حکم کے نہ ہونے پر ہے۔

اور یہ اسی طرح ہے جیسے کہا جائے کہ فلاں شخص فوت نہیں ہوا کیونکہ وہ چھت سے نہیں گرا حکم اسی علت میں منحصر ہو تو یہ علت، حکم کے لیے ضروری ہوگی اور اس کی نفی سے حکم کے ہونے پر استدلال کیا جائے گا۔

اس کی مثال جو حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ جس عورت کو کیا گیا اس کے بچے کے ضمان (چٹی) نہیں ہوگی کیونکہ اسے (بچے کو) غصب نہیں کیا گیا۔

اور جب قصاص میں گواہی دی گئی اور گواہوں نے رجوع کر لیا تو گواہ پر قصاص

نہیں ہوگا کیونکہ وہ قاتل نہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ غصب کی ضمان کے لیے غصب لازم ہے اور قصاص کے وجود کے لیے قتل لازم ہے۔

استصحاب حال سے استدلال

(175) وَكَذٰلِكَ التَّمَسُّكُ بِاسْتِصْحَابِ الْحَالِ تَمَ [illegible] دَمِ الدَّلِيْلِ؛ إِذْ وُجُوْدُ الشَّيْءِ لَا يُوْجِبُ بَقَاءَهُ. فَيَصْلَحُ لِلدَّفْعِ دُوْنَ ا [illegible] امِ. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: مَجْهُوْلُ النَّسَبِ لَوِ ادَّعٰى عَلَيْهِ أَ [illegible] دٌ رِقًّا ثُمَّ جَنٰى عَلَيْهِ جِنَايَةً لَا يَجِبُ عَلَيْهِ أَرْشُ الْحُرِّ؛ لِأَنَّ إِيْجَابَ [illegible] الْحُرِّ إِلْزَامٌ، فَلَا يَثْبُتُ بِلَا دَلِيْلٍ. وَعَلٰى هٰذَا قُلْنَا: إِذَا زَادَ الدَّمُ عَلَى الْعَشَرَةِ فِي الْحَيْضِ وَلِلْمَرْأَةِ عَادَةٌ مَعْرُوْفَةٌ رُدَّتْ إِلٰى أَيَّامِ عَادَتِهَا، وَالزَّائِدُ اِسْتِحَاضَةٌ؛ لِأَنَّ الزَّائِدَ عَلَى الْعَادَةِ اِتَّصَلَ بِدَمِ الْحَيْضِ، وَبِدَمِ الْاِسْتِحَاضَةِ، فَاحْتَمَلَ الْأَمْرَيْنِ جَمِيْعًا. فَلَوْ حَكَمْنَا بِنَقْضِ الْعَادَةِ لَزِمَنَا الْعَمَلُ بِلَا دَلِيْلٍ. وَكَذٰلِكَ إِذَا ابْتَدَأَتْ مَعَ الْبُلُوْغِ مُسْتَحَاضَةً فَحَيْضُهَا عَشَرَةُ أَيَّامٍ؛ لِأَنَّ مَا دُوْنَ الْعَشَرَةِ تَحْتَمِلُ الْحَيْضَ وَالْاِسْتِحَاضَةَ. فَلَوْ حَكَمْنَا بِارْتِفَاعِ الْحَيْضِ لَزِمَنَا الْعَمَلُ بِلَا دَلِيْلٍ، بِخِلَافِ مَا بَعْدَ الْعَشَرَةِ لِقِيَامِ الدَّلِيْلِ عَلٰى أَنَّ الْحَيْضَ لَا تَزِيْدُ عَلَى الْعَشَرَةِ. وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلٰى أَنْ لَا دَلِيْلَ فِيْهِ إِلَّا حُجَّةٌ لِلدَّفْعِ دُوْنَ الْإِلْزَامِ مَسْأَلَةُ الْمَفْقُوْدِ؛ فَإِنَّهُ لَا يَسْتَحِقُّ غَيْرُهُ مِيْرَاثَهُ وَلَوْ مَاتَ مِنْ أَقَارِبِهِ حَالَ فَقْدِهِ لَا يَرِثُ هُوَ مِنْهُ، فَانْدَفَعَ اِسْتِحْقَاقُ الْغَيْرِ بِلَا دَلِيْلٍ، وَلَمْ يَثْبُتْ لَهُ الْاِسْتِحْقَاقُ بِلَا دَلِيْلٍ. فَإِنْ قِيْلَ: قَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رحمه الله أَنَّهُ قَالَ: لَا خُمُسَ فِي الْعَنْبَرِ؛ لِأَنَّ الْأَثَرَ لَمْ يَرِدْ بِهِ وَهُوَ التَّمَسُّكُ بِعَدَمِ الدَّلِيْلِ. قُلْنَا: إِنَّمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ فِيْ بِيَانِ عُذْرِهِ فِيْ أَنَّهُ لَمْ يَقُلْ بِالْخُمُسِ فِي الْعَنْبَرِ. وَلِهٰذَا رُوِيَ أَنَّ مُحَمَّدًا سَأَلَهُ عَنِ الْخُمُسِ فِي الْعَنْبَرِ، فَقَالَ: مَا بَالُ الْعنبر لَا خُمُسَ فِيْهِ؟ قَالَ: لِأَنَّهُ كَالسَّمَكِ. فَقَالَ: فَمَا بَالُ السَّمَكِ وَلَا خُمُسَ فِيْهِ. قَالَ: لِأَنَّهُ كَالْمَاءِ وَلَا خُمُسَ فِيْهِ. وَاللهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

ترجمہ: اور اسی طرح اِسْتِصْحَابِ حال سے استدلال کرنا عدم دلیل سے استدلال کرنا ہے (یعنی یہ صحیح نہیں) کیونکہ کسی چیز کا وجود اس کی بقاء کو واجب نہیں کرتا پس اس دلیل ے کسی چیز کو دور کرنا درست ہے لازم کرنا نہیں۔

اور اسی بنیاد پر ہم نے کہا کہ اگر کسی ایسے شخص پر کوئی شخص غلامی کا دعویٰ کرے جس کا نسب ہول ہے پھر وہ دعویٰ کرنے والا اس مجہول النسب کے خلاف کوئی جرم کرے تو اس پر آزاد آدمی والی چٹی نہیں آئے گی کیونکہ آزاد آدمی والی چٹی لازم کرنا ہے پس وہ دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوگی

اور اس بنیاد پر ہم نے کہا کہ جب کسی عورت کے حیض کا خون دس دن سے بڑھ جائے اور عورت کی ادت معروف ہو تو اسے اس کی عادت کی طرف لوٹایا جائے گا اور زائد خون استحاضہ (کا خون) ہوگا کیونکہ عادت سے خون حیض کے خون کے ساتھ بھی مل گیا اور استحاضہ کے خون کے ساتھ بھی تو اس میں دونوں باتوں کا احتمال ہو گیا اور اگر ہم عادت کے ٹوٹنے کا قول کریں تو ہم پر دلیل کے بغیر عمل کرنا لازم آئے گا۔

اور اسی طرح اگر عورت بالغ ہوتے ہی مستحاضہ ہو تو اس کا حیض دس دن ہوگا کیونکہ دس دن سے کم میں حیض اور استحاضہ دونوں کا احتمال ہوگا پس اگر ہم حیض کے اُٹھ جانے کا قول کریں تو ہم پر دلیل کے بغیر عمل کرنا لازم آئے گا بخلاف دس دن کے بعد کے کیونکہ وہاں دلیل قائم ہے اس لیے کہ حیض دس دن سے زائد نہیں ہوتا۔

اور اس بات پر کہ عدم دلیل کسی الزام کو دور کرنے کے لیے حجت ہے کسی چیز کو لازم کرنے کے لیے نہیں ایک دلیل مفقود کا مسئلہ ہے کہ اس کا غیر اس کی میراث کا مستحق نہیں ہوتا اور اگر اس کے قریبی رشتہ داروں میں سے کوئی فوت ہو جائے اور وہ گم شدہ ہو تو وہ اس کا وارث نہیں بنے گا پس غیر کا استحقاق دلیل نہ ہونے کی وجہ سے ختم ہو گیا اور اس کے لیے بھی استحقاق دلیل نہ ہونے کی وجہ سے ثابت نہ ہوا۔

اور اگر کہا جائے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ عنبر (ایک قسم کی بڑی مچھلی) خمس نہیں کیونکہ اس پر حدیث وارد نہیں ہوئی تو یہ عدم دلیل سے استدلال ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ آپ نے یہ اس بات کے عذر کے بیان میں فرمائی کہ آپ نے عنبر میں خمس کے بارے میں کیوں نہیں فرمایا۔

اور اسی لیے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے عنبر میں خمس کے بارے میں آپ سے پوچھا کہ عنبر میں خمس نہ ہونے کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا اس لیے کہ وہ مچھلی کی طرح ہے حضرت امام

محمد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا مچھلی میں خمس نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا اس لیے کہ وہ پانی کی طرح ہے اور اس میں خمس نہیں اور اللہ تعالیٰ درست بات کو خوب جانتا ہے۔

سوالات

۱۔ موانع سے کیا مراد ہے ان کی کتنی اور کون کون سی قسمیں ہیں۔

۲۔ انعقاد علت اور تمام علت میں مانع کی مثالیں ذکر کریں۔

۳۔ انعقاد حکم اور دوام حکم میں رکاوٹوں (موانع) کی مثالیں ذکر کریں۔

۴۔ تخصیص علت شرعیہ کی وضاحت کریں اور جو لوگ تخصیص علت کے قائل نہیں ان کے نزدیک موانع کیا اور کون کون سے ہیں۔

۵۔ فرض، واجب، سنت اور نفل کی لغوی اور اصطلاحی تعریفات بیان کریں۔

۶۔ مندرجہ بالا اُمور کے احکام کی وضاحت کریں۔

۷۔ عزیمت اور رخصت کی تعریفات ذکر کریں اور اقسام عزیمت کون کون سی ہیں۔

۸۔ رخصت کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں ان کی مثالیں اور احکام ذکر کریں۔

۹۔ احتجاج بلا دلیل کی وضاحت اور اقسام بیان کریں۔

۱۰۔ عدمِ علت سے عدمِ حکم پر استدلال کی مثال ذکر کریں۔

۱۱۔ استصحابِ حال کسے کہتے ہیں اور اس کا حکم کیا ہے کسی مثال کے ذریعے بتائیں۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَ اَوْلِيَاءِ اُمَّتِهٖ وَفُقَهَآءِ مِلَّتِهٖ وَمُجْتَهِدِىْ شَرِيْعَتِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

محمد صدیق ہزاروی سعیدی ازہری
شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ لاہور

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ! آج ۷ محرم الحرام ۱۴۴۰ھ۔ ۱۸ ستمبر ۲۰۱۸ء بروز منگل اُصول